Postal Reg.No:PB-0258/2002

بسم اللّٰہ الرَّحمٰن الرَّحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

ولقد نصرکم اللّٰہ ببدرٍ وّ انتم اذلّۃ

جلد 51 — شمارہ 9

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر: منیر احمد خادم

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، منصور احمد

شرح چندہ: سالانہ 200 روپے۔ بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ

14 ذی الحجہ 1422 ہجری 27 تبلیغ 1381 ہش 27 فروری 2002ء

اخبار احمدیہ

قادیان 23 فروری 2002ء (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔

کل حضور پرنور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی صفت العزیز کی بصیرت افروز تشریح بیان فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت و سلامتی، کامل شفایابی، درازی عمر، مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔

عید الاضحیہ کے موقع پر عالم اسلام اور عالمگیر جماعت احمدیہ کو

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مبارکباد کا تحفہ

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت بفضلہٖ تعالیٰ بہتر ہے

لندن 23 فروری (ایم۔ٹی۔اے) سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں ٹھیک 10 بجے (ہندوستانی وقت کے مطابق سہ پہر ساڑھے تین بجے) عید الاضحیہ کی نماز پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ حضور پرنور نے اپنے بصیرت افروز خطبہ میں یوم الحج اور عید الاضحیہ کے دن کی اہمیت اور قربانیوں کے فلسفہ پر روشنی ڈالتے ہوئے اس ضمن میں قرآن مجید کی آیت لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَ لَا دِمَآءُ ھَا وَ لٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ. (الحج:۳۸) کی تلاوت اور ترجمہ بیان فرماتے ہوئے مختلف احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات سے اس مضمون کو سجایا اور جماعت کو زرّیں ارشادات سے نوازا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ کے آخر میں عالم اسلام اور احمدیت کو عید الاضحیہ کی مبارکباد کا تحفہ پیش فرمایا اور ساتھ ہی اسیران راہ مولیٰ اور شہدائے احمدیت کیلئے خصوصی دعا کی تحریک کی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے۔ احباب جماعت پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازی عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

عید کے موقع پر ایم ٹی اے کا خصوصی پروگرام

گذشتہ سال کی طرح اس دفعہ بھی مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ نے عید کے موقع پر اپنی خصوصی live ٹیلی کاسٹ پیش کیں جسمیں دنیا بھر کے احمدیوں کی طرف سے موصول ہونے والے عید مبارک کے پیغامات اردو، انگریزی، اور عربی زبانوں میں پڑھ کر سنائے گئے۔ اور اس موقع پر ناظرین ایم۔ٹی۔اے کیلئے کوئز کا ایک خصوصی پروگرام بھی رکھا گیا تھا۔

ماہ رمضان المبارک میں مسجد فضل لندن میں درس القرآن کی نہایت پاکیزہ اور بابرکت عالمی مجلس

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ہر ہفتہ اور اتوار کو درس قرآن مجید

جو ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست دیکھا اور سنا جاتاہے

(۲۳ر رمضان المبارک ۲۰۰۱ء (بروز اتوار) سورۃ الاعراف کی آیات ۱۸۹ تا ۱۹۹ کے درس کا خلاصہ)

(قسط نمبر۸)

لندن۔(۲۳ر رمضان المبارک۔۹ر دسمبر ۲۰۰۱ء)۔ آج برطانیہ میں رمضان المبارک کا ۲۳واں روز اور اتوار کا دن تھا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج قبل دوپہر مسجد فضل لندن میں سورۃ الاعراف کی آیات ۱۸۹ تا ۱۹۹ کا درس ارشاد فرمایا جو ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست نشر کیا گیا۔ قرآنی علوم اور حقائق و معارف پر مشتمل اس درس میں حضور ایدہ اللہ اہم اور مشکل الفاظ کی حل لغت، احادیث نبویہ اور مختلف مفسرین کی تفاسیر کے علاوہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی تفاسیر کے حوالہ سے بھی مضامین قرآن کو بیان فرماتے ہیں اور جہاں ضرورت ہو وہاں ضروری تشریحات اور محاکمہ بھی فرماتے ہیں۔ ذیل میں اس درس کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

آیت ۱۸۹: ﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۚ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ﴾۔ تو کہہ دے کہ میں اللہ کی مرضی کے سوا اپنے نفس کے لئے (ایک ذرّہ بھر بھی) نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا اور اگر میں غیب جاننے والا ہوتا تو یقیناً میں بہت دولت اکٹھی کر سکتا تھا اور مجھے کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ لیکن میں تو محض ایک ڈرانے والا اور ایک خوشخبری دینے والا ہوں اُس قوم کے لئے جو ایمان لاتی ہے۔

علامہ فخر الدین رازی اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں: اس آیت کے ماقبل آیات سے تعلق کی کئی وجوہات ہیں: (۱) پہلی یہ کہ ارشاد الٰہی ﴿لَآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا﴾ یعنی مجھے علم غیب جاننے کا ادعا نہیں۔ میں تو صرف نذیر و بشیر ہوں۔ جیسا کہ سورۃ یونس میں فرمایا کہ کفار کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو وہ وعدہ کیا ہوا۔ تو جواب دے کہ میں تو اپنے نفس کے بارہ میں نفع و نقصان کا مالک نہیں، سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ ہر امت کی تباہی کی ایک مدت مقرر ہے۔ (۲) دوسری یہ کہ روایت ہے کہ اہل مکہ کہتے تھے کہ اے محمدؐ! کیا تیرا رب تمہیں مال کے سستا اور مہنگا ہونے کے بارے میں نہیں بتاتا کہ

باقی صفحہ (7) پر ملاحظہ فرمائیں

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان۔

''الزام ہم کو دیتے تھے......'' !

حال ہی میں دیوبندیوں اور دیوبندی نواز احراریوں وغیرہ کی طرف سے اخبارات میں جماعت احمدیہ کو آئی.ایس.آئی کا ایجنٹ کہہ کر بلاوجہ بدنام کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ بے وقوف مُلّا اتنی سی بات بھی نہیں سمجھتے کہ پاکستان جس نے 1974ء میں احمدیوں کو کافر قرار دیا اور پھر 1984ء میں ایسے قوانین وضع کیے جنکی بناء پر احمدیوں کا قافیہ حیات تنگ کر رکھا ہے اور ان کو بنیادی انسانی حقوق تک سے محروم کر دیا گیا ہے اور جسکی وجہ سے ہندوستان کے ملاں بھی پاکستان کے گیت گاتے نہیں تھکتے۔ بھلا ایسے حالات میں جماعت احمدیہ پاکستان کے ایجنٹ کے طور پر کام کر سکتی ہے؟؟؟

حقیقت یہ ہے کہ اب لاکھوں دیوبندی اور دیگر مسالک کے لوگ آئے دن جماعت میں شامل ہوتے چلے جارہے ہیں جن میں ایک قابل ذکر تعداد دیوبندی ملاؤں کی بھی ہے۔ یہ لوگ جماعت میں شامل ہو کر ملاؤں کے سکھائے ہوئے خود ساختہ عقیدۂ جہاد اور دہشت گردی سے توبہ بھی کرتے ہیں لیکن ان میں سے بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی سابقہ فطرت کو بدل نہیں پاتے ایسے لوگ ہرگز جماعت کا حصہ نہیں بنتے وہ صرف اور صرف احراریوں اور دیوبندیوں کے ایجنٹ ہوتے ہیں جو جماعت کو بدنام کرنے کیلئے کسی سازش کے تحت جماعت میں شامل کئے جاتے ہیں۔ جماعت احمدیہ تو ایسی دہشت گردی سے کوسوں دور ہے بلکہ اس دہشت گردی کو نہ ماننے کی وجہ سے ہی جماعت کو کافر قرار دیا گیا ہے۔

ملاؤں کے پروردہ بعض اردو اخبارات تو بے وقوفی سے احمدیوں کو آئی.ایس.آئی کا ایجنٹ لکھ رہے ہیں لیکن حیدرآباد کے روزنامہ 'منصف' نے عقل وانصاف کا ثبوت دیتے ہوئے لکھا ہے کہ۔

''حکومت پاکستان اور بالخصوص اس کے قومی ادارے اور جاسوسی کے ادارے کسی قادیانی پر بھروسہ کر کے اس کو یہ اہم کام نہیں دے سکتے۔ قادیانیوں پر بھروسہ نہ کرنے کی ایک بڑی وجہ یہ ہے، ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں ان کو غیر مسلم قرار دیا گیا اور پاکستانی حکومت کی تحریک پر رابطہ عالم اسلامی نے بھی ان کو غیر مسلم قرار دیا گویا سارے اسلامی ممالک ان کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ حکومت پاکستان کے ان اقدامات پر بڑی برہمی قادیانیوں میں پائی جاتی ہے اس کے پیشوا نے پاکستان میں حکومت چھوڑی۔ جنرل ضیاء الحق کے دور میں ان پر کئی پابندیاں لگیں۔ پاکستان میں وہ اپنی عبادتگاہ کو مسجد کا نام نہیں دے سکتے۔ ایسے احکامات نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ کیا کوئی قادیانی پاکستان کے لئے جاسوسی کرنے کے لئے تیار ہوگا۔ اس پر یقین نہیں آتا۔ پھر یہ کہ پاکستان کا فوجی جاسوسی یا انٹیلی جنس کا ادارہ ہندوستان میں انتہائی حساس نوعیت کے کام کسی قادیانی کے ذمہ کرے گا اس پر یقین کرنا مشکل ہے''۔

(روزنامہ منصف حیدرآباد 3 فروری 2002ء صفحہ 2۔)

ابھی ہم روزنامہ 'منصف' کا یہ حوالہ نقل ہی کر رہے ہیں کہ خبر آئی ہے کہ دیوبندیوں کی مرکزی درس گاہ مظاہر العلوم سہارنپور کا مفتی اسرار احمد پاکستان کے لئے جاسوسی کرتا ہوا پکڑا گیا ہے اور یہ کہ اس کے پاس سے غیر ملکی ساخت کے ہتھیار بھی برآمد ہوئے ہیں۔ خبر کے مطابق مفتی کا تعلق حرکت الجہاد الاسلامی سے ہے۔ خبر کے مطابق پاکستان کی خفیہ ایجنسی آئی.ایس.آئی نے اسے بھارت میں تخریب کاری کے لئے دو کروڑ روپے دیئے تھے۔ یہ بھی پتہ چلا ہے کہ مذکورہ مفتی صاحب فرضی پاسپورٹ پر پاکستان آتے جاتے رہے۔

ایک دوسری خبر کے مطابق مظفر نگر کے دیوبندی مدرسہ میں بھی حرکت الجہاد الاسلامی کا دہشت گرد مولوی عبد العزیز گرفتار ہوا ہے۔ جس کے قبضہ سے تین کلوگرام آر.ڈی.ایکس اور دو گرنیڈ برآمد ہوئے ہیں۔ خبر کے مطابق 30 جنوری سے اب تک یہ گیارہواں دہشت گرد گرفتار ہوا ہے۔ پولیس کے مطابق اس علاقہ میں آئی.ایس.آئی کے حمایت یافتہ انتہا پسندوں نے اپنے اڈے بنا رکھے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اندر اندر سے یہ دیوبندی ایک عرصہ سے پاکستانی وطالبانی جہاد کیلئے اپنی خدمات پیش کئے ہوئے ہیں۔ لیکن اوپر اوپر سے اپنے مضامین اور تقاریر میں یہ خود کو ہندوستان کے مجاہدین آزادی کہتے ہیں اور اپنے مخالف فرقوں کو انگریزوں کے ایجنٹ بتا کر حکومت کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہیں۔ ہندوستان کے بعض دانشور ایک عرصہ سے حکومت کو اس طرف توجہ دلاتے رہے ہیں لیکن خدا جانے کیا مصلحت رہی کہ باوجود سمجھانے اور متنبہ کرنے کے حکومت نے ان کی طرف توجہ کرنے میں دیر سے کام لیا ہے۔ اس تعلق میں دہلی کے ہفت روزہ ''جرس کارواں'' 28 جون 1997ء کا ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔ اخبار لکھتا ہے۔

''پاکستان کی خفیہ تنظیم انٹر سروسز انٹیلی جنس آئی.ایس.آئی نے افغانستان میں دراندازی اور طالبان کی آڑ لے کر جو کھیل شروع کیا تھا اس میں کامیابی ملنے سے اب زیادہ بلند حوصلہ ہو گئی ہے۔ اور ہندوستان میں بھی نفاق کی آگ لگانے میں مصروف ہے۔ آئی.ایس.آئی کی اس نئی سازش کا سب سے تشویشناک پہلو یہ ہے کہ اس نے دیوبندی مکتبۂ فکر کے لوگوں کو اپنے جھانسے میں لینا شروع کر دیا ہے۔

علماء دیوبندی کے جذبۂ حب الوطنی پر شک کی نگاہ ڈالنے کی جرأت کس میں ہے۔ مگر اس مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والے طالبان کی افغانستان میں فتوحات نے آئی.ایس.آئی کو دیوبندیوں پر ڈورے ڈالنے کی ترغیب دی ہے اور ایسے واضح اشارے ملنے لگے ہیں کہ دیوبندیوں کو سرمنظر لا کر آئی.ایس.آئی نفاق بین المسلمین کا گھناؤنا کھیل شروع کرنے کی تیاری میں مصروف ہے''۔

یہ تو ہفت روزہ جرس کارواں کی وارننگ تھی جو آج سے چار سال قبل دی تھی ممکن ہے کوئی کہے کہ اخبار نے دیوبندیوں پر بلاوجہ الزام تراشی کی ہوگی۔ لیکن اگر دیوبندیوں کے سربراہ پاکستان کی فوج میں جذبۂ جہاد پھونکنے کے لئے آپ کو بے تاب نظر آئیں تو پھر اس کو آپ کیا کہیں گے۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیے اخبار 'نئی دنیا' سے درج ذیل حوالہ مولانا ابوالحسن علی ندوی عرف علی میاں (جو اب وفات پا چکے ہیں) نے فرعون زمانہ ضیاء الحق سے ایک ملاقات میں فرمایا تھا۔

''میں نے صدر ضیاء الحق صاحب سے ایک بار کہا تھا کہ فوج میں فتوح الشام وغیرہ اس طرح کی کتابیں پڑھوائی اور سنوائی جائیں جس سے ان میں جذبۂ جہاد اور اسلامی غیرت پیدا ہو۔ نیز اسلاف کے مجاہدانہ کارناموں سے واقفیت پیدا ہو تو ضیاء الحق صاحب نے فوراً ہی فوج میں اس کو رائج کیا''۔ (بحوالہ ہفت روزہ نئی دنیا 14- 8 فروری 2000ء صفحہ 30)

اب یہی عزائم اور تیاریاں آج اپنی عملی شکل میں ملک کے مختلف اطراف میں ظاہر ہو کر خطرات کی گھنٹیاں بجا رہی ہیں!!!

(منیر احمد خادم)

خصوصی درخواست دعا

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان مع محترمہ بیگم صاحبہ ان دنوں حیدرآباد میں مقیم ہیں۔ محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی پتھری کا کامیاب آپریشن ہو چکا ہے۔ اور گھٹنے کی تبدیلی کا آپریشن ہونا باقی ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ کی شفائے کاملہ عاجلہ کیلئے اور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت وسلامتی و درازی عمر اور بخیر وعافیت قادیان مراجعت کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

قادیان میں جلسہ یوم مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

20 فروری کو صبح نو بجے زیر صدارت محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اصلاح وارشاد جلسہ یوم مصلح موعود جماعتی روایات کے مطابق منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد پیشگوئی کا متن مکرم مولوی طاہر احمد صاحب چیمہ مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے سنایا۔ اجلاس کی پہلی تقریر مکرم مولانا محمد حمید صاحب کوثر نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مہمات جلیلہ کے موضوع پر کی۔ آپ نے حضور کی خدمت خلق بالخصوص تقسیم ملک کے وقت لاکھوں مہاجرین کے کھانے کے انتظامات اور مشکلات میں مدد کا تذکرہ فرمایا۔ بعدہ مکرم مولانا منیر احمد صاحب خادم نائب ناظر نشر و اشاعت وایڈیٹر اخبار بدر نے حضور'' کی خدمت قرآن پر روشنی ڈالی۔ عزیز محفوظ الرحمان متعلم مدرسہ احمدیہ کی نظم خوانی کے بعد صدر اجلاس نے خطاب فرمایا۔ اور آخر پر اجتماعی دعا کروائی۔

شام کے وقت اطفال کی دلچسپ کھیلوں کے علاوہ خدام کا کرکٹ اور والی بال کا دوستانہ میچ ہوا۔ اور شائقین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

قادیان میں عید الاضحیہ کی تقریب

قادیان دارالامان میں مورخہ 23 فروری کو ٹھیک ساڑھے نو بجے نماز عید احمدیہ گراؤنڈ میں ادا کی گئی۔ عید کی نماز محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب نے پڑھائی اور موقع کی مناسبت سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس موقع پر قادیان کی مقیم آبادی کے علاوہ 5000 کے قریب نومبائعین اور غیر احمدی بھائی عید کی نماز میں شریک ہوئے۔

لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے مہمانوں کیلئے حسب معمول ضیافت کا انتظام تھا۔ چنانچہ اس موقع پر پلاؤ اور زردہ کے ساتھ مہمانوں کی تواضع کی گئی۔

عید کے بعد احباب نے حسب توفیق اپنے گھروں میں قربانی کا اہتمام بھی کیا تھا اسی طرح جماعتی نظام کے تحت بھی قربانی کا انتظام تھا۔

ہندوستان کے مختلف شہروں سے بھی احمدی جماعت کے احباب کی طرف سے عید منانے کی اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔

20 لاکھ مسلمانوں نے فریضہ حج ادا کیا۔

امسال بفضلہ تعالیٰ دنیا بھر سے 20 لاکھ عازمین حج مکہ معظمہ پہنچے اور فریضہ حج ادا کیا۔ مختلف ممالک کے احمدی افراد بھی اپنی توفیق کے مطابق حج کیلئے پہنچے۔ اللہ تعالیٰ سب کی حفاظت فرمائے۔ اور مقبول عبادات بجالانے کی توفیق بخشے۔

خطبه جمعه

جس پر خدا کی طرف سے سلام نہ ہو اس پر بندے ہزار سلام کریں وہ اس کے کسی کام نہیں آ سکتے

صرف قرآن کریم ہی ایسی کتاب ہے جس میں سب مرسلین پر سلام بھیجا گیا ہے۔

قرآن نہ صرف سابقہ انبیاء کی تصدیق کرتا ہے بلکہ قیامت تک ان پر سلام بھیجتا چلا جاتا ہے۔

جوشخص ظلم اور تعدّی اور فسق و فجور میں حد سے آگے بڑھتاہے اسے اسی جگہ سزا دی جاتی ہے

(قرآن مجید ، احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے صفت سلام کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ)

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاهر احمد خلیفة المسیح الرابع ایده الله تعالیٰ بنصره العزیز - فرمودہ ۲۱ر دسمبر ۲۰۰۱ء بمطابق ۲۱ر فتح ۱۳۸۰ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

خداتعالیٰ کی صفت سلام سے متعلق جو سلسلہ خطبات کا جاری تھا یہ اس کی آخری قسط ہے اور اس مختصر خطبہ میں، میں سلام کے جو پہلو رہ گئے تھے باقی ان کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

پہلے سورہ یٰسین کی یہ آیت ہے ﴿اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ. هُمْ وَ اَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِئُوْنَ. لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ. سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ.﴾ (سورہ یٰس ۵۶ تا ۵۹) یقیناً اہل جنت آج کے دن مختلف دلچسپیوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ اور وہ اور ان کے ساتھی سایوں میں تختوں پر تکیے لگائے ہوئے ہوں گے۔ ان کے لئے اس میں پھل ہوگا اور ان کے لئے اس میں وہ سب کچھ ہوگا جو وہ طلب کریں گے۔ سلام کہا جائے گا رب رحیم کی طرف سے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اُس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک کہ مومن نہ بن جاؤ اور تم اُس وقت تک مومن نہیں بن سکتے جب تک کہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا مَیں تمہیں ایسے عمل کے بارے میں نہ بتاؤں کہ جسے اگر تم بجالاؤ تو آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے۔ (وہ عمل یہ ہے کہ) تم سلام پھیلاؤ۔ اِفْشُوْا السَّلَام۔ (مسلم۔ کتاب الایمان)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا: اے میرے بیٹے! جب تم اپنے گھر والوں کے ہاں جاؤ تو سلام کہا کرو۔ یہ تمہارے لئے اور تمہارے اہل خانہ کے لئے خیر و برکت کا موجب ہوگا۔ (ترمذی۔ کتاب الاستئذان والاداب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوار شخص پیدل کو سلام کرے اور پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔ (بخاری۔ کتاب الاستئذان) آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے سلام کے تمام پہلو بیان فرمادیئے ہیں کون پہلے سلام کرے گا، کون بعد میں اس کا جواب دے گا۔

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جب کوئی اپنے بھائی سے ملے تو اسے سلام کرے اور اگر ان دونوں کے درمیان کوئی درخت، دیوار یا چٹان حائل ہو جائے پھر دوبارہ اس سے ملے تو دوبارہ سلام کرے۔ یعنی ایک دفعہ سلام کافی نہیں پھر ملے پھر بے شک سلام کرے۔

بخاری میں ہے یہ حدیث۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک مجلس کے قریب سے گزرے، یہ غور طلب بات ہے کہ مجلس کے قریب سے گزرے جس میں مسلمان اور مشرک بت پرست اور یہودی سب بیٹھے ہوئے تھے۔...... آنحضرت ﷺ نے ان سب کو سلام کیا۔ (بخاری۔ کتاب الاستئذان) اب یہ حال ہے کہ آجکل احمدیوں کو سلام کے جرم میں قید کیا جاتا ہے اور اذیت پہنچائی جاتی ہے۔ ایک دفعہ ایک احمدی کو جس نے ایک مولوی صاحب کو سلام کر دیا تھا پکڑ کے تھانیدار کے پاس لے گئے اور بہت زور دیا کہ اس کے خلاف مقدمہ کرو، اِس نے مجھے سلام کہا ہے۔ تو تھانیدار بہت پکا تھا اس نے کہا آج تو بہر حال میں مقدمہ نہیں کروں گا۔ لیکن اس کو مخاطب کر کے کہا کہ دیکھو اگر آئندہ تم پکڑے ہوئے آئے نا تو میں تمہارے خلاف ضرور مقدمہ کروں گا لیکن ایک شرط سے تم بچ سکتے ہو کہ جب ان کو دیکھو ان پر لعنت ڈالا کرو، سلام نہیں کرنا دوبارہ۔ اس نے کہا جی کوئی فکر نہیں میں آئندہ ان لوگوں پر لعنتیں ڈالوں گا۔ تو یہ عجیب ہیں کہ آنحضرت ﷺ تو اِفْشُوْا السَّلَام کہتے ہیں۔ مشرک بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہودی بھی بیٹھے ہوئے ہیں سب کے درمیان آپ نے سلام کہا۔ مگر ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ سلام کے جرم میں سزائیں دیتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

”اس زمانہ میں اسلام کے اکثر امراء کا حال سب سے بدتر ہے۔ وہ گویا یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ صرف کھانے پینے اور فسق و فجور کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ دین سے وہ بالکل بے خبر اور تقویٰ سے خالی اور تکبر اور غرور سے بھرے ہوتے ہیں۔ اگر ایک غریب اُن کو السلام علیکم کہے تو اُس کے جواب میں وعلیکم السلام کہنا اپنے لئے عار سمجھتے ہیں۔ بلکہ غریب کے منہ سے اس کلمہ کو ایک گستاخی کا کلمہ اور بیباکی کی حرکت خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ پہلے زمانہ کے اسلام کے بڑے بڑے بادشاہ السلام علیکم میں کوئی اپنی کسرشان نہیں سمجھتے تھے۔ مگر یہ لوگ تو بادشاہ بھی نہیں ہیں پھر بھی بے جا تکبر نے اُن کی نظر میں ایسا پیارا کلمہ جو السلام علیکم ہے، جو سلامت رہنے کے لئے ایک دعا ہے، حقیر کر کے دکھایا ہے۔ پس دیکھنا چاہئے کہ زمانہ کس قدر بدل گیا ہے کہ ہر ایک شعار اسلام کا تحقیر کی نظر سے دیکھا جاتا ہے“۔ (روحانی خزائن۔ جلد 23۔ چشمۂ معرفت۔ صفحہ ۳۲۷)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”سلام تو وہ ہے جو خداتعالیٰ کی طرف سے ہو۔ خداتعالیٰ کا سلام وہ ہے جس نے ابراہیم کو آگ سے سلامت رکھا جس کو خدا کی طرف سے سلام نہ ہو بندے اس پر ہزار سلام کریں اس کے واسطے کسی کام نہیں آسکتے۔ قرآن شریف میں آیا ہے ﴿سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ﴾

(بدر جلد ۶ نمبر ۳۱ یکم اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۶)

پھر فرماتے ہیں: ”تجھے سلامتی ہے یہ رب رحیم نے فرمایا“۔ یہ حقیقۃ المہدی میں ہے۔

پھر فرماتے ہیں ”تم سب پر اس خدا کا سلام جو رحیم ہے“۔

(حقیقة المهدی باب چہارم صفحہ ۹۱)

اب اس ضمن میں میں ایک دلچسپ بات آپ کو بتا دیتا ہوں کہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن میں بہت بیمار ہوگئے اور بچنے کی امید نہیں تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دعا کی تو الہام ہوا ﴿سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ﴾ اس پر سلامتی ہو،

قول سلام رب رحیم کی طرف سے۔ جب حضرت میر صاحب کی وفات ہوئی ہے تو اس وقت ڈاکٹر بڑا زور لگا رہے تھے کہ کسی طرح ان کو بچائیں اور حضرت میر محمد اسماعیل صاحب بڑی بے چینی سے ٹہل رہے تھے کہ اس کو کیوں تکلیف میں لمبا کر رہے ہو۔ آخر ڈاکٹروں نے چھوڑ دیا اور سورہ یٰسین کی تلاوت ہوئی تو عین اس وقت جب ﴿سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ﴾ تھا تو حضرت میر صاحب کا دم ٹوٹ گیا۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا نشان بچپن میں مَیں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے جو خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خوشخبری دی تھی وہ کتنے بڑے ہو کر کس شان کے ساتھ پوری ہوئی ہے۔

﴿قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ. وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (سورۃ ہود:۴۹) (تب) کہا گیا اے نوح! تو ہماری طرف سے سلامتی کے ساتھ اُتر اور ان برکتوں کے ساتھ جو تجھ پر ہیں اور ان قوموں پر بھی جو تیرے ساتھ (سوار) ہیں۔ کچھ اور قومیں (بھی) ہیں جنہیں ہم ضرور فائدہ پہنچائیں گے (لیکن) پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔ اس کے لئے کوئی تفسیری نوٹ کی ضرورت نہیں ہے بالکل واضح ہے۔ حضرت نوح کو خدا تعالیٰ نے جب سلاماً کہا تھا تو اس کے ساتھ دور قوموں کی حفاظت کا بھی وعدہ کیا گیا تھا تو حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے پھر جو ہدایت پھیلی ہے آپ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف قوموں میں حضرت نوح کے ماننے والے پھر انبیاء بنے اور بڑے بڑے ان میں صاحب ولایت بزرگ پیدا ہوئے تو حضرت نوح کو جو سلام خدا کی طرف سے تھا اسی کا یہ نتیجہ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی حضرت نوح کے پیروکاروں میں سے تھے۔ ساٹھ سال کی عمر تک ﴿وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ﴾ (سورۃ الصّٰفّٰت:۸۴) جو قرآن کریم میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت نوح کے پیروکاروں میں سے تھے یہ ساٹھ سال کی عمر تک واقعہ ہوا ہے یہ عمر بنتی ہے پانچ سو پچاس سال کے لحاظ سے حضرت نوح کی اور قرآن کریم میں صرف حضرت نوح کی عمر کا ذکر ہے اور کسی نبی کا ذکر نہیں پس قرآن کریم کا ہر لفظ حکمت سے پُر ہے اور اعجازی کلام ہے چنانچہ ساٹھ سال کے بعد پھر حضرت ابراہیم کو اپنی شریعت عطا ہوئی۔

سورہ مریم میں ہے ﴿يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا. وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ زَكٰوةً وَكَانَ تَقِيًّا. وَ بَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا. وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا﴾ (سورۃ مریم:۱۳تا۱۶) اے یحییٰ! کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لے۔ اور ہم نے اسے بچپن ہی سے حکمت عطا کی تھی۔ نیز اپنی جناب سے نرم دلی اور پاکیزگی بخشی تھی اور وہ پرہیزگار تھا۔ اور اپنے والدین سے حسنِ سلوک کرنے والا تھا اور ہرگز سخت گیر (اور) نافرمان نہیں تھا۔ اور سلامتی ہے اس پر جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے گا اور جس دن اسے دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔

اب اس میں خاص توجہ کے لائق یہ بات ہے کہ حضرت یحییٰ کو جب کہا گیا کہ ﴿خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ﴾ کتاب کو قوت سے پکڑ لے۔ تو ساتھ ہے ﴿وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا﴾ بچپن ہی میں ہم نے اس کو حکمت عطا فرمائی تھی۔ ﴿حَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ زَكٰوةً﴾ ہماری طرف سے رحمت وشفقت کا سلوک تھا اس سے اور زکوٰۃ کی بھی تلقین فرمائی تھی ﴿وَكَانَ تَقِيًّا﴾ بہت ہی متقی انسان تھا۔ آگے ہے ﴿وَ بَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا﴾ اپنے والدین کے لئے وہ بہت ہی نرمی کا گوشہ رکھتا تھا اور ﴿بَرًّا﴾ تھا اور جبار اور شقی نہیں تھا ﴿سَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا﴾ اس پر سلام ہو ﴿يَوْمَ وُلِدَ﴾ جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ فوت ہو گا یعنی موت اسکو آ لے گی ﴿وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا﴾ اور جس دن وہ حیّ کے طور پر کھڑا کیا جائے گا۔

اب حضرت مریم کے متعلق حضرت عیسیٰ کے متعلق یہ فرق ہے دونوں کی زبان میں وہاں ﴿وَالِدَيْهِ﴾ تھا یہاں صرف ﴿وَالِدَتِيْ﴾ کا ذکر ہے تو اس سے وہ لوگ جو شک پیدا کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کا بھی باپ تھا کوئی جس کا پتہ نہیں لگا یہ غلط ہے۔ وہ حضرت یوسف کے بیٹے نہیں تھے۔ وہ بن باپ کے پیدا ہوئے ہیں اور اسی لئے اب اس آیت سے قطعی طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف اپنی والدہ کے لئے دعا کی ہے، والدین کے لئے نہیں کی۔

﴿اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا﴾ (سورۃ مریم:۳۱) مجھے مبارک بنا دیا ہے جہاں کہیں میں ہوں اور مجھے نماز کی اور زکوٰۃ کی تلقین کی ہے جب تک میں زندہ رہوں۔ اور اپنی ماں سے حسنِ سلوک والا بنایا ہے اور مجھے سخت گیر اور سخت دل نہیں بنایا۔ اور سلامتی ہو مجھ پر جس دن مجھے جنم دیا گیا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن میں زندہ کر کے مبعوث کیا جاؤں گا۔ یہ ہے عیسیٰ بن مریم۔ یہ وہ حق ہے جس میں وہ شک کر رہے ہیں۔

اب اس ضمن میں ایک غلط فہمی دور ہونی چاہئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرما رہے تھے کہ مجھے زکوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے، نماز کا حکم دیا گیا ہے جب تک میں زندہ رہوں۔ تو یہ بچپن کا کلام ہے تو بچپن میں حضرت مسیح پر کوئی زکوٰۃ فرض نہیں تھی۔ لازماً آپ رؤیا دیکھتے تھے جس میں خدا تعالیٰ نے آپ کے بڑے ہو کے نبی بننے کا ذکر کیا تھا کہ تم بڑے مقام پر پہنچنے والے ہو اور اس وقت پھر زکوٰۃ کا حکم ہے اس سے پہلے کا نہیں ہے۔ اب بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تو بالکل غریب اور فقیر تھے آپ کے پاس کچھ بھی نہیں تھا جب کچھ بھی نہیں تھا تو پھر زکوٰۃ کیسے فرض ہوئی۔ تو یہ بھی غلط ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس یقیناً کچھ اپنا تھا جس کی وجہ سے زکوٰۃ بنتی ہے ورنہ زکوٰۃ کا یہاں یہ عام معنی لینا پڑے گا کہ خدا کے رستہ میں کچھ دو۔ ایک تو زکوٰۃ وہ ہے جو اسلامی اصطلاح میں چالیسویں حصہ پر فرض ہوتی ہے اور ایک زکوٰۃ وہ ہے جو محض خدا کی خاطر دینا۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جو زکوٰۃ کا حکم ہے وہ غالباً اسی معنے میں ہے کہ اللہ کی خاطر خیرات کرتے رہو اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عادت تھی۔ آپ ہمیشہ بہت ہی زکوٰۃ دیا کرتے تھے، خیرات کیا کرتے تھے لیکن یاد رکھیں کہ یہ بچپن کی رؤیا ہے بچپن میں آپ کلام کر رہے تھے اس وقت زکوٰۃ دینے کا کوئی حکم نہیں تھا۔

پھر ہے ﴿وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰۤاِبْرٰهِيْمُ. قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ. اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ. وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ. وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ. سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ. كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (سورۃ الصّٰفّٰت:۱۰۵تا۱۱۱) تب ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیم یقیناً تو اپنی رؤیا پوری کر چکا ہے۔ یقیناً اسی طرح ہم نیکی کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک بہت کھلی کھلی آزمائش تھی اور ہم نے ایک ذبح عظیم کے بدلہ اسے بچا لیا اور ہم نے بعد میں آنے والوں میں اس کا ذکر خیر باقی رکھا ابراہیم پر سلام ہو۔ اسی طرح ہم نیکی کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں جو غور طلب بات ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان علماء عموماً یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب ذبح کرنے لگے تھے ﴿وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ﴾ اور پیشانی کے بل اپنے بیٹے کو لٹا دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے اپنی رؤیا پوری کر دی اور اس کو ایک ذبح عظیم کے بدلہ بچا لیا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ذبح عظیم ایک مینڈھا تھا۔ وہ تو حضرت اسماعیل کی بہت بڑی ہتک ہے کہ ان کو ذبح کرنے کی بجائے بکرے پہ چھری پھیر دی کیونکہ وہ بہت بڑا ذبح تھا، بہت بڑی صاحب امر چیز تھی، بالکل جھوٹ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی تفسیر یہ فرمائی ہے کہ ذبح عظیم سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانہ میں کثرت سے صحابہ کی قربانیاں ہیں وہ ذبح عظیم ہے جس کی خاطر ان کو زندہ رکھا گیا اور ﴿قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا﴾ سے ایک مراد یہ بھی ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے آب وگیاہ وادی میں چھوڑ گئے تھے تو رؤیا تو پوری ہو گئی تھی۔ یعنی یہ مطلب تھا اس رؤیا کا۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت احتیاط فرمایا کرتے تھے۔ آپ کو ہمیشہ فکر رہی کہ شاید اس کا ظاہری معنی ہو۔ تب اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا کہ ظاہری معنی کیا، تو پہلے ہی رؤیا پوری کر چکا ہے۔ اور ﴿اَرٰى﴾ کا مطلب ہے میں دیکھتا ہوں۔ یہ اکثر مَیں دیکھتا ہوں کہ میں ذبح کر رہا ہوں۔ فرمایا ابراہیم تو نے گویا رؤیا پوری کر ہی دی اب تو کیوں ذبح کرتا ہے۔ مگر بہر حال آپ کو جو بچایا گیا ہے کسی حدیث میں نہیں ہے کہ کسی بکرے کو آپ کی جگہ پکڑا گیا تھا بلکہ آنحضرت ﷺ نے اشارۃً بھی کسی جگہ ذکر نہیں فرمایا۔ پس ذبح عظیم سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے صحابہ تھے جنہوں نے غیر معمولی طور پر اپنی جانیں قربان کیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:-

”ابراہیمؑ اور اس کے خاندان نے یہ مجرب نسخہ بتایا کہ تمہاری موت ایسی حالت میں ہو کہ تم مسلمان ہو۔ موت کا کیا پتہ ہے کہ کب آ جاوے۔ ہر عمر کے انسان مرتے ہیں۔ بچے، بوڑھے، ادھیڑ۔

شریف جیولرز
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
فون دوکان 0092-4524-212515
رہائش 0092-4524-212300

موسم میں جو تغیر ہو رہا ہے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے انذار ہے۔ شروع سال میں زمینداروں سے سنا تھا کہ وہ کہتے تھے کہ اس قدر غلہ ہو گا کہ سنبھالا نہ سکے گا مگر اب وہی زمیندار کہتے ہیں کہ سردی نے فصلوں کو تباہ کر دیا ہے۔ آئندہ کے لئے خطرات پیدا ہو رہے ہیں۔ اس لئے یہ وقت ہے کہ تم خدا تعالیٰ سے صلح کر لو اور اس ایک ہی مجرب نسخہ کو ہمیشہ مد نظر رکھو کہ ﴿فَلَاتَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ﴾ (البقرة:۱۳۳)۔ "مرنا نہیں جب تک کہ تم مسلمان نہ ہو۔" موت کی کوئی خبر نہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہر وقت مسلمان بنے رہو۔ یہ مت سمجھو کہ چھوٹے سے چھوٹے عمل کی کیا ضرورت ہے اور وہ کیا کام آئے گا۔ نہیں، خدا تعالیٰ کسی کے عمل کو ضائع نہیں کرتا۔ ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ﴾ (الزلزال:۸)۔ کوئی ایک ذرہ برابر بھی نیکی کرے تو اس کو بھی اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے۔ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ میں جب کافر تھا تو اللہ کی راہ میں خیرات کیا کرتا تھا۔ کیا اس خیرات کا بھی کوئی نفع مجھے ہوگا؟ فرمایا "اَسْلَمْتَ عَلٰى مَا اَسْلَفْتَ" (مسلم کتاب الایمان) تیری وہی نیکی تو تیرے اس اسلام کا موجب ہوئی وہ تیرے کام آگئی۔" (خطبات نور. صفحہ ۱۹۳)

ایک حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ ایک بوڑھا جو مشرک تھا وہ چیلوں وغیرہ کو بوٹیاں ڈالا کرتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس کو دیکھا تو اس کو دعا دی اور اس کے بعد وہ اس نیکی کے بدلہ میں خود مسلمان ہو گیا اور جانوروں پر رحم بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل ستائش ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی قدر فرماتا ہے۔

اب یہ آیات ہیں: ﴿وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ. وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ. وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ. وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ. وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ. وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِى الْاٰخِرِيْنَ. سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ. اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ. اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (الصفت: ۱۱۵ تا ۱۲۳)۔ اور یقیناً ہم نے موسیٰ اور ہارون پر بھی احسان کیا تھا۔ اور اُن دونوں کو اور اُن کی قوم کو ہم نے بہت بڑے کرب سے نجات بخشی تھی۔ اور ہم نے ان کی مدد کی۔ پس وہی غالب آنے والے بنے۔ اور ہم نے ان دونوں کو ایک روشن بخش کتاب عطا کی۔ اور دونوں کو ہم نے سیدھے رستے پر چلایا تھا۔ اور ہم نے بعد میں آنے والوں میں ان دونوں کا ذکر خیر باقی رکھا۔ سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر۔ یقیناً ہم اسی طرح احسان کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔ یقیناً وہ دونوں ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔

اب دیکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا فیض آئندہ آنے والوں ہی پہ نہیں گزشتہ لوگوں کو بھی پہنچا ہے۔ قرآن کریم میں یہ سورۃ ہے جس میں بار بار گزشتہ انبیاء اور ان کے ماننے والوں پر سلام بھیجا گیا ہے۔ اور کوئی کتاب دنیا کی دکھائیں ایک بھی کتاب، کوئی الٰہی کتاب کہلانے والی نہیں ہوگی جس میں دوسرے انبیاء کو سلام بھیجا گیا ہو۔ پس قرآن کریم ان معنوں سے سب کتابوں سے افضل ہے باقیوں نے تو دوسرے انبیاء کو جھٹلایا ہے لیکن قرآن کریم نہ صرف تصدیق کرتا ہے بلکہ قیامت تک ان پر سلام بھیجتا چلا جاتا ہے۔

اب یہ آیات ہیں: ﴿اِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ. اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ. اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخٰلِقِيْنَ. اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ. فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ. اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ. وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ. سَلٰمٌ عَلٰۤى اِلْ يَاسِيْنَ. اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ. اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (الصفت: ۱۲۴ تا ۱۳۳)۔ اور الیاس بھی یقیناً مُرسلین میں سے تھا۔ جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم تقویٰ اختیار نہیں کرو گے؟۔ کیا تم بعل کو پکارتے ہو اور پیدا کرنے والوں میں سے سب سے بہتر کو چھوڑ دیتے ہو۔ اللہ کو۔ جو تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے پہلے آباء و اجداد کا بھی۔ پس انہوں نے اس کو جھٹلا دیا اور یقیناً وہ پیش کئے جانے والے ہیں۔ سوائے اللہ کے چنیدہ بندوں کے۔ اور ہم نے بعد میں آنے والوں میں اس کا ذکر خیر باقی رکھا۔ سلام ہو اِلیاسین پر۔ یقیناً ہم اسی طرح احسان کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔ وہ یقیناً ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔

اب اس میں غور طلب بات یہ ہے کہ اِلیَاسِیْن کیوں فرمایا گیا ہے۔ حضرت الیاس تو ایک تھے۔ تو مفسرین لکھتے ہیں کہ الیاس نام کے تین نبی تھے اس لئے ان کی جمع لکھی گئی ہے۔ اِلیاسین کہ ان سب الیاس نام کے جتنے تھے ان سب پر خدا تعالیٰ کا سلام ہو۔ ایک الیاس تو وہ تھے جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے نازل ہونا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تشریف لائے تو یہود نے آپ کا انکار اسی لئے کر دیا کہ الیاس کہاں گیا جس نے آپ سے پہلے اترنا تھا۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یحییٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ یعنی سامنے وہ بیٹھے تو نہیں ہوئے تھے مگر ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہی الیاس ہے تم مانو یا نہ مانو۔ تو حضرت عیسیٰ سے پہلے الیاس تھے۔ اب مسلمانوں کو سوچنا چاہئے کہ اگر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے الیاس جسمانی طور پر نہیں اترے تو حضرت عیسیٰ بھی پھر جھوٹے ثابت ہوئے۔ تو حضرت عیسیٰ کے جسمانی اترنے کے کیوں قائل ہیں۔ تو اپنی ہی دلیل سے وہ کاٹے جاتے ہیں وہ یا تو الیاس کو بھی جسمانی جسم کے ساتھ اتار دکھا دیں یا الیاس کی بجائے کسی اور کو الیاس سمجھیں جو الیاس کی بجائے آیا ہو۔ پس یہی مثال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صادق آتی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام خود دوبارہ نہیں آئیں گے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو دوسرے نام کے ہیں آپ مسیح کے طور پر نازل ہوں گے۔

پھر قرآن کریم سب مُرسلین پر سلام بھیجتا ہے ﴿وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ. وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (سورة الصفت: ۱۸۲۔۱۸۳) اور سلام ہو سب مُرسلین پر۔ اور سب حمد اللہ ہی کی ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اے میرے قادر خدا۔ اے میرے پیارے رہنما۔ تو ہمیں وہ راہ دکھا جس سے تجھے پاتے ہیں اہل صدق و صفا۔ اور ہمیں اُن راہوں سے بچا جن کا مدعا صرف شہوات ہیں یا کینہ یا بغض یا دنیا کی حرص و ہوا۔

اما بعد، اے سامعین ہم سب کیا مسلمان اور کیا ہندو، باوجود صدہا اختلافات کے اُس خدا پر ایمان لانے میں شریک ہیں جو دنیا کا خالق اور مالک ہے اور ایسا ہی ہم سب انسان کے نام میں بھی شراکت رکھتے ہیں۔ یعنی ہم سب انسان کہلاتے ہیں۔ اور ایسا ہی بباعث ایک ہی ملک کے باشندہ ہونے کے ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ صفائے سینہ اور نیک نیتی کے ساتھ ایک دوسرے کے رفیق بن جائیں۔ اور دین و دنیا کی مشکلات میں ایک دوسرے کی ہمدردی کریں۔ اور ایسی ہمدردی کریں کہ گویا ایک دوسرے کے اعضاء بن جائیں۔

اے ہموطنو! وہ دین، دین نہیں ہے جس میں عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو۔ اور نہ وہ انسان، انسان ہے جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔ ہمارے خدا نے کسی قوم سے فرق نہیں کیا۔

(روحانی خزائن. جلد ۲۳، پیغام صلح. صفحہ ۴۳۹)

یہ پیغام صلح ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آخری تحریر جو آپ کے وصال کے بعد شائع ہوئی تھی اور اس میں ہندوستان کے لئے تمام مسائل کا حل ہے۔ اگر ہندو اور مسلمان اور عیسائی اور مشرک سارے انسان کی حیثیت سے اکٹھا ہونا سیکھ لیتے تو خدا کے فضل کے ساتھ ہندوستان کے مسائل پیدا ہی نہ ہوتے۔ وہاں سارے تعصبات نسلی یا مذہبی ہیں اس قسم کے تعصبات کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک قلم موقوف ثابت کر دیا اور فرمایا کہ ہمدردی کرو بلکہ یہاں تک کہ اگر کوئی غیر طاعون سے مرتا ہے تو تم اس کے گھر جاؤ اور اس کو کفنانے دفنانے میں مدد کرو۔ پس غیر معمولی طور پر طاعون سے بچنے کی طرف بھی تلقین تھی لیکن ہمدردی کا یہ عالم تھا فرمایا کہ اگر کوئی غیر بھی مر جائے طاعون سے تو تم پہنچو اس کے پاس اور اس کا جنازہ وغیرہ پڑھنے میں، اس کو دفنانے میں اور نہلانے میں کام آؤ۔

اب لیلۃ القدر والی آیت ہے ﴿تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ. سَلٰمٌ هِىَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾ (سورة القدر آیت ۵۔۶)۔ بکثرت نازل ہوتے ہیں اس میں فرشتے اور روح القدس اپنے رب کے حکم سے ہر معاملہ میں سلام ہے یہ سلسلہ طلوع فجر تک جاری رہتا ہے۔

اب اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ جس دن لیلۃ القدر کی فجر ہو اس دن تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ انسان کی موت تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ جب ایک دفعہ لیلۃ القدر میں اللہ تعالیٰ اس کو بچا لے اور اس کو دکھا دے اپنی لیلۃ القدر۔ تو صبح سے مراد اس کی موت کی صبح ہے جب اگلے جہان میں جائے گا اس وقت تک یہ سلسلہ سلامتی کا اس پر جاری رہتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ سورۃ القدر میں بیان فرماتا ہے بلکہ مومنین کو بشارت دیتا ہے کہ اس کا کلام اور اس کا نبی لیلۃ القدر میں آسمان سے اتارا گیا ہے اور ہر ایک مصلح و مجدد جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے وہ لیلۃ القدر میں ہی اترتا ہے"۔ لیلۃ القدر سے مراد ہے ایسی رات جس میں بندہ کی قدر کی جاتی ہے یعنی گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہونے کے باوجود پھر ایک صبح پھوٹتی ہے اس میں سے۔" ہر ایک مصلح و مجدد جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے وہ لیلۃ القدر میں ہی اترتا ہے۔........ اس لیلۃ القدر میں خدا تعالیٰ کے فرشتے اور روح القدس اس مصلح کے ساتھ رب جلیل کے اذن سے آسمان سے

اترتے ہیں نہ عبث طور پر۔ بلکہ اس لئے کہ تا مستعد دلوں پر نازل ہوں اور سلامتی کی راہیں کھولیں۔ سو وہ تمام راہوں کے کھولنے اور تمام پردوں کے اٹھانے میں مشغول رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ظلمت غفلت دور ہو کر صبح ہدایت نمودار ہو جاتی ہے"۔(فتح اسلام صفحہ ۵۳،۵۵)

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض تحریرات میں آپس میں صلح کاری کے متعلق بیان کرتا ہوں۔

"آپس میں صلح کاری اختیار کرو، صلح میں خیر ہے۔ جب وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی جھک جاؤ۔ خدا کے نیک بندے صلح کاری کے ساتھ زمین پر چلتے ہیں اور اگر کوئی لغو بات کسی سے سنیں جو جنگ کا مقدمہ اور لڑائی کی ایک تمہید ہو تو بزرگانہ طور پر طرح دے کر چلے جاتے ہیں"۔ یعنی بڑے وقار سے سلام کہہ کر ان سے الگ ہو جاتے ہیں۔ "اور ادنیٰ ادنیٰ بات پر لڑنا شروع نہیں کر دیتے۔ یعنی جب تک کوئی زیادہ تکلیف نہ پہنچے اس وقت تک ہنگامہ پردازی کو اچھا نہیں سمجھتے۔ اور صلح کاری کے محل شناسی کا یہی اصول ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو خیال میں نہ لاویں اور معاف فرماویں۔...... صلح کاری کی یہ علامت ہے کہ ایسی بیہودہ ایذا سے چشم پوشی فرماویں"۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۹)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے۔ اور یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے۔........ سو میں حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہیں وہ ان خیالات کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں۔ دلوں کو پاک کریں اور اپنے انسانی رحم کو ترقی دیں"۔

یہ موقع ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ کہا کہ "اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال"۔ کہ دوستو جہاد کا خیال اب چھوڑ دو۔ "دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال"۔ اس سے غیر احمدی مولویوں نے غلط مطلب نکالا اور یہ بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسلامی حکم جہاد کو منسوخ کر رہے ہیں۔ ہرگز ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو جہاد اکبر کی طرف بلاتے تھے۔ سب سے بڑا جہاد تو وہ ہے جو اپنے نفسوں کا جہاد ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ایک دفعہ قتال کے جہاد سے واپس آرہے تھے تو یہ فرمایا کہ ہم جہاد اصغر سے اب جہاد اکبر کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ پس نفس کے ساتھ جہاد یہ سب سے بڑا جہاد ہے۔

پھر فرماتے ہیں: "سو میں حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہیں وہ ان خیالات کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں۔ دلوں کو پاک کریں اور اپنے انسانی رحم کو ترقی دیں اور دردمندوں کے ہمدرد بنیں۔ زمین پر صلح پھیلا دیں کہ اس سے ان کا دین پھیلے گا اور اس سے تعجب مت کریں کہ ایسا کیونکر ہوگا۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے بغیر توسط معمولی اسباب کے جسمانی ضرورتوں کے لئے حال کی نئی ایجادوں میں زمین کے عناصر اور زمین کی تمام چیزوں سے کام لیا ہے اور ریل گاڑیوں کو گھوڑوں سے بھی بہت زیادہ دوڑا کر دکھلا دیا ہے ایسا ہی اب وہ روحانی ضرورتوں کے لئے بغیر توسط انسانی ہاتھوں کے آسمان کے فرشتوں سے کام لے گا۔ بڑے بڑے آسمانی نشان ظاہر ہوں گے اور بہت سی چمکیں پیدا ہوں گی جن سے بہت سی آنکھیں کھل جائیں گی۔ تب آخر میں لوگ سمجھ جائیں گے کہ جو خدا کے سوا انسانوں اور دوسری چیزوں کو خدا بنایا گیا تھا یہ سب غلطیاں تھیں۔ سو تم صبر سے دیکھتے رہو کیونکہ خدا اپنی توحید کے لئے تم سے زیادہ غیرتمند ہے۔ اور دعا میں لگے رہو، ایسا نہ ہو کہ نافرمانوں میں لکھے جاؤ۔ اے حق کے بھوکو اور پیاسو! سن لو کہ یہ وہ دن ہیں جن کا ابتدا سے وعدہ تھا۔ خدا ان قصوں کو بہت لمبا نہیں کرے گا اور جس طرح تم دیکھتے ہو کہ جب ایک بلند مینار پر چراغ رکھا جائے تو دور دور تک اس کی روشنی پھیل جاتی ہے اور یا جب آسمان کے ایک طرف بجلی چمکتی ہے تو سب طرفیں ساتھ ہی روشن ہو جاتی ہیں ایسا ہی ان دنوں میں ہوگا"۔(روحانی خزائن۔ جلد ۱۷۔ صفحہ ۱۵،۱۶)

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو الہامات ہیں ان کے پورے ہونے کے دن آرہے ہیں اور جو بجلی کی چمک کی طرح احمدیت یعنی حقیقی اسلام دنیا میں پھیل رہا ہے اس میں ہمارا کوئی حصہ نہیں ہے۔ ہم تو ادنیٰ اور ذلیل خادم ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں اس موقع پر استغفار کرنا چاہئے اور یہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے فتح عظیم نازل ہوگی تو استغفار کرو۔ استغفار اپنے لحاظ سے بھی کرنا چاہئے یہ سوچ کر کہ ہماری کوششوں سے نہیں ہوا یہ اللہ کے فضل سے ہوا ہے۔ اور استغفار دوسروں کے لئے کرنا چاہئے کہ وہ جب ہم میں آ داخل ہوں تو ہمارے بدنمونہ سے ٹھوکر نہ کھا جائیں۔ یا جب ہم میں داخل ہوں تو ان کے بدنمونہ سے ہم لوگ نہ بہک جائیں۔

اب مسلمانوں میں جب کثرت کے ساتھ عیسائی قومیں داخل ہوئی ہیں تو یہ غلط عقیدے یہود اور عیسائیوں کی طرف سے مسلمانوں میں داخل ہو گئے جو بعد میں مصیبت کا موجب بنے۔ پس استغفار کا حکم اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے دیا تھا۔ اور یہی مطلب تھا کہ توبہ کرو اور استغفار کرو اپنے لئے بھی اور ان کے لئے بھی جو تم میں آتے ہیں، نہ تمہارے بدنمونہ سے ان کو ٹھوکر لگے، نہ ان کے بدنمونوں سے تمہیں ٹھوکر لگے۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الہامات ہیں۔ یہ ۱۸۸۳ء کا الہام ہے۔

"سَلَامٌ عَلَيْكَ يَا إِبْرَاهِيمُ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ"۔ تیرے پر سلام ہے اے ابراہیم تو آج ہمارے نزدیک صاحب مرتبہ اور امانت دار اور قوی العقل ہے۔(تذکرہ صفحہ ۱۰۵۔مطبوعہ ۱۹۶۹ء) "سَلَامٌ عَلَى إِبْرَاهِيمَ صَافَيْنَاهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ"۔ ابراہیم پر سلام، ہم نے اس کو خالص کیا اور غم سے نجات دی۔(تذکرہ صفحہ ۱۰۸۔۱۰۹ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۸؍ستمبر ۱۸۹۳ء میں لکھتے ہیں:

"میں نے خواب میں دیکھا کہ اول گویا کوئی شخص مجھ کو کہتا ہے کہ میرا نام فتح و ظفر ہے اور پھر یہ الفاظ زبان پر جاری ہوئے أَصْلَحَ اللّٰهُ أَمْرِي كُلَّهُ یعنی اللہ تعالیٰ نے میرے سارے کام اپنے فضل سے ٹھیک کر دئے۔ پھر دیکھا کہ مکان شبیہ مسجد میں ہوں"۔ یعنی مکان کی شکل کی مسجد ہے "اور ایک الماری کے پاس کھڑا ہوں۔ اور حامد علی بھی کھڑا ہے۔ اتنے میں نظر پڑی تو میں نے میاں عبداللہ غزنوی کو دیکھا کہ بیٹھے ہیں اور میرا بھائی غلام قادر بھی بیٹھا ہے۔ تب میں نے نزدیک ہو کر ان کو السلام علیکم (کہا) تو انہوں نے بھی وعلیکم السلام (کہا) اور بہت سے دعائیہ کلمات ساتھ ملا دئے جن میں صرف یہ لفظ محفوظ رہا"۔ یعنی ذہن میں یہی رہا۔ "کہ اَخُوْكَ اللّٰه" کہ اللہ تعالیٰ تیرے سارے کام ٹھیک بنادے۔ انجام بخیر کرے مگر معنے یہی یاد رہے کہ ان کے کلمات ایسے ہی تھے کہ تیرا خدا مددگار ہو، تیری فتح ہو۔ پھر میں اس مجلس میں بیٹھ گیا اور کہا کہ میں نے خواب بھی دیکھی ہے کسی کو میں نے السلام علیکم کہا ہے اس نے جواب دیا وعلیکم السلام والظفر"۔(تذکرہ صفحہ ۲۴۹ مطبوعہ ۱۹۶۹ء) یہ خواب میں ہی خواب کا ذکر فرما رہے ہیں۔ واقعۃً ان لوگوں کے پاس نہیں گئے تھے خواب میں یہ کہتے ہیں کہ ان کو پھر میں نے کہا کہ میں نے خواب میں بھی دیکھا تھا کہ ایسا واقعہ ہوا ہے۔

ایک اور الہام ہے ۱۹۰۰ء کا۔ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ إِنَّا أَنْزَلْنٰكَ بُرْهَانًا وَكَانَ اللّٰهُ قَدِيْرًا عَلَيْكَ بَرَكَاتٌ وَ سَلَامٌ. سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ"۔ تجھ پر سلامتی ہو۔ ہم نے تجھے ایک عظیم الشان حجت کے طور پر اتارا ہے اور تیرا رب قادر ہے۔ تم پر اس خدا کا سلام جو رحیم ہے۔

(تذکرہ صفحہ ۳۷۳ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

پھر فرماتے ہیں:

"گزشتہ شب کو یہ الہام ہوا سَلَامٌ عَلَيْكَ يَا إِبْرَاهِيمُ۔ پھر اس کے بعد الہام ہوا: سَلَامٌ عَلٰى أَمْرِكَ صِرْتَ فَائِزًا۔ اے ابراہیم تجھ پر سلام، تیرے کاروبار پر سلامتی ہو تو بامراد ہو گیا۔

(الحکم جلد ۶ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۰؍ستمبر ۱۹۰۲ء۔ تذکرہ صفحہ ۴۳۵۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

آخر پر اپنی جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لیکچر لاہور میں یہ نصیحت فرماتے ہیں:

"پس اٹھو! اور توبہ کرو اور اپنے مالک کو نیک کاموں سے راضی کرو۔ اور یاد رکھو کہ اعتقادی غلطیوں کی سزا تو مرنے کے بعد ہے اور ہندو یا عیسائی یا مسلمان ہونے کا فیصلہ تو قیامت کے دن ہوگا۔ لیکن جو شخص ظلم اور تعدی اور فسق و فجور میں حد سے بڑھتا ہے اس کو اسی جگہ سزا دی جاتی ہے۔ تب وہ خدا کی سزا سے کسی طرح بھاگ نہیں سکتا۔ سو اپنے خدا کو جلدی راضی کر لو اور قبل اس کے کہ وہ دن آوے جو خوفناک دن ہے......... تم خدا سے صلح کر لو۔ وہ نہایت درجہ کریم ہے۔ ایک دم کے گداز کرنے والی توبہ سے ستر برس کے گناہ بخش سکتا ہے۔ اور یہ مت کہو کہ توبہ منظور نہیں ہوتی"۔ یہ ستر برس کے گناہ سے مراد لیلۃ القدر ہی ہے۔ "یاد رکھو کہ تم اپنے اعمال سے کبھی بچ نہیں سکتے۔ ہمیشہ فضل بچاتا ہے، نہ اعمال۔ اے خدائے کریم و رحیم! ہم سب پر فضل کر کہ ہم تیرے بندے اور تیرے آستانہ پر گرے ہیں۔ آمین"۔(لیکچر لاہور۔ صفحہ ۳۹)

بقیہ:درس القرآن از صفحہ اول

ہم بہت زیادہ کمالیں۔اور اس بنجر زمین کے بدلے سر سبز و شاداب زمین نہیں بتاتا کہ ہم وہاں چلے جائیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔"

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ جو آیات کے نزول کی وجہ ہے اس کو ہم تسلیم نہیں کرتے۔یہ آیات تو اپنے مقام پر نازل ہوئی ہی تھیں۔یہ بعد میں مفسرین نے گھڑ لیا ہے کہ اس بات پر یہ آیت نازل ہوئی۔

علامہ رازی مزید کہتے ہیں. (۳)"تیسری یہ کہ بعض کی رائے ہے کہ جب حضور اکرمؐ غزوۂ بنو مصطلق سے واپس تشریف لائے تو راستے میں آندھی نے آلیا جس سے جانور بھاگ پڑے۔حضرت رسول کریمؐ نے مدینہ میں موجود رفاعہ کی موت کی خبر دی اور اس پر منافقین غصہ سے بھر گئے۔حضور اکرمؐ نے فرمایا دیکھو میری اونٹنی کہاں ہے؟ اس پر عبداللہ بن ابی بن سلول نے قوم کو کہا کیا اس شخص پر تم تعجب نہیں کرتے کہ مدینہ میں موجود ایک آدمی کی تو موت کی خبر دے رہا ہے اور یہاں موجود اپنی اونٹنی کو دیکھ نہیں پارہا۔حضرت رسول اکرمؐ نے فرمایا منافقوں میں سے بعض لوگ اس اس طرح کہہ رہے ہیں۔اس لئے میں کہتا ہوں کہ میری اونٹنی اس گھاٹی میں ہے اس کی لگام درخت میں پھنسی ہوئی ہے۔پس انہوں نے اس کو ویسے ہی پایا جیسے حضورؐ نے فرمایا تھا۔پس اللہ تعالیٰ نے آیت ﴿قُلْ لَاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ﴾ نازل فرمائی"۔(تفسیر کبیر رازی)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ان میں کچھ حصے تو ایسے ہیں جو قطعی ہیں۔ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ مدینہ میں رہنے والے ایک منافق کی موت کی خبر آپؐ نے سنادی تھی۔علم غیب آنحضرتؐ کو اپنا ذاتی نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ جو علم عطا فرماتا تھا وہی تھا۔آنحضرتؐ عالم الغیب نہیں تھے بلکہ اللہ تعالیٰ آپ کو غیب کی خبریں بتاتا تھا اور وہ پوری ہوتی تھیں۔اونٹنی اگر کہیں غائب ہو گئی تھی تو جب تک خدا آپ کو نہ بتاتا آپ کو علم نہیں ہوتا تھا۔حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ تمام دنیا کے مال و دولت کا انحصار علم غیب پر ہے۔غیب کی لاعلمی۔پتہ نہیں پیسہ گھٹے گا یا بڑھے گا، ملک کے حالات کیسے ہونگے، Money Exchange پر کیا اثر پڑے گا یہ بہت سے پیچیدہ مسائل ہیں جن کا غیب پر انحصار ہے۔اگر عالم الغیب کوئی ہو تو ساری دنیا کی دولتیں اکٹھی کر سکتا ہے۔یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میں عالم الغیب ہوتا تو تمام دنیا کی دولتیں کما لیتا۔یہ بنیادی نکتہ ہے جسے مفسرین نے یہاں نہیں چھوا۔

آیت ۱۹۰:﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا . فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ . فَلَمَّاۤ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ.﴾ ۔وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ وہ اس کی طرف تسکین کی خاطر مائل ہو۔پھر جب اس نے اسے ڈھانپ لیا تو اس نے ایک ہلکا سا بوجھ اٹھا لیا پھر وہ اسے اٹھائے ہوئے چلنے لگی۔پس جب وہ بوجھل ہو گئی تو ان دونوں نے اپنے ربّ کو پکارا کہ اگر تو ہمیں ایک صحت مند (بیٹا) عطا کرے تو یقیناً ہم شکر ادا کرنے والوں میں سے ہوں گے۔

علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہیں:"عام طور پر یہی مشہور ہے کہ نفس واحدہ سے مراد حضرت آدم ہیں اور ﴿خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا﴾ سے مراد حوا ہیں۔مفسرین کے نزدیک نفس آدم سے حوا کی تخلیق ہونے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حوا کو حضرت آدم کی پسلیوں میں سے ایک پسلی سے پیدا کیا۔اور اس میں حکمت یہ بیان کرتے ہیں کہ جنس دوسری جنس کی طرف میلان رکھتی ہے اور یہی جنسیت ملنے کا موجب ہے۔

امام رازی کہتے ہیں کہ یہ کلام محل نظر ہے کیونکہ خداتعالیٰ جب حضرت آدمؑ کو آغاز میں پیدا کرنے پر قادر تھا تو پھر ہم کیوں یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اجزاء آدم میں سے ایک جزو سے حوا کو پیدا فرمایا۔یہ کیوں نہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حوا کو بھی آغاز سے ویسے ہی تخلیق فرمایا جیسے حضرت آدمؑ کو"۔حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہی درست بات ہے۔پھر امام رازی فرماتے ہیں:۔"اور جو اللہ تعالیٰ ایک ہڈی سے انسان کی تخلیق پر قادر ہے تو وہ حوا کو یونہی بغیر کسی مادہ سے تخلیق کرنے پر قادر کیوں نہیں؟ اگر سوال ہو کہ یہاں خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا میں مِنْ سے کیا مراد ہے؟ تو ہمارا جواب یہ ہے کہ ہم نے ذکر کیا ہے کہ بعض اوقات کسی چیز کی طرف اشارہ اس کی شخصیت کی مناسبت سے ہوتا ہے اور بعض اوقات اس کی نوع کی مناسبت سے ہوتا ہے"۔

علامہ ابو عبداللہ القرطبی فرماتے ہیں: جمہور مفسرین نے یہ کہا ہے کہ نفس واحدہ سے مراد آدم ہے۔اور پھر اس سے اس کی زوج حوا بنائی گئی تا کہ وہ اس سے سکینت اور اطمینان حاصل کرے۔نفس واحدہ سے پیدائش کی صورت جنت میں تھی۔پھر موجودہ پیدائش کے طریق کا آغاز آدمؑ کے جنت سے دنیا میں اترنے کے بعد شروع ہوا۔(تفسیر القرطبی)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اب یہ سارے مفسرین کے ڈھکونسلے ہیں۔وہ سمجھتے ہیں کہ واقعۃً اوپر جنت میں آدم اور حوا رہتے تھے۔ان کا خیال تھا کہ جنت میں پیدائش کا جو طریق تھا وہ یہ تھا کہ ایک نفس سے پیدا ہوتے تھے۔لیکن جب دنیا میں آئے تو پھر جوڑے بنائے گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔"شرک بری بلا ہے۔اس سے قوموں میں تفرقہ پڑتا ہے۔مشرک کبھی سچے علوم کا وارث نہیں ہوتا۔یہ سورۃ اب ختم ہوتی ہے اس لئے اخیر میں پھر رسالت مآب کی تعلیم کا خلاصہ بیان کر دیا ہے۔جو توحید ہے۔

﴿مِنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ﴾: ہر ایک شخص ایک آدمی کا نطفہ ہوتا ہے۔مِنْهَا: اسی کی قسم کا۔یہ ظاہر ہے۔آدم زاد کے حیوانات سے نکاح نہیں ہوتے۔گدھی، بکری لومڑی سے اولاد نہیں لے سکتے۔لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا: دوسرے مقام پر فرمایا﴿لِتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً﴾(الروم:۲۲) عورت ذات بوجہ اپنی کم علمی ناتجربہ کاری کے بہت ہی قابل رحم و قابل مہربانی ہے۔جن کے گھر میں آرام ہو اور بیوی ہو وہ بہت آرام پاتے ہیں"۔(حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۴۶)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس آیت میں جو خاص امور قابل ذکر ہیں وہ یہ ہیں کہ نفس واحدہ جنت میں نہیں ہوا کرتا تھا۔اس دنیا کا آغاز ہی نفس واحدہ سے ہوا ہے۔اس بارہ میں میں پہلے کئی بار بتا چکا ہوں۔جنہوں نے ارتقاء پر تحقیق کی ہے وہ اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں۔یہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے پھر اس سے جوڑا بنایا اور عورت اور مرد میں ایک اُنس پیدا فرمایا۔دوسرا پہلو جو قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ حقیقت میں جب انسان کو بچے کی خواہش ہو تو وہ دعائیں کرتا ہے، دوائیں کرتا ہے اور عہد کرتا ہے کہ جب بیٹا پیدا ہو گا تو خدا کے لئے وقف کریں گے لیکن جب پیدا ہو جائے تو شرک کرنے لگ جاتا ہے۔حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میں جماعت کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ یہ لکھنا کہ آپ کی دعا سے بیٹا ہوا یہ بھی شرک ہے۔نہ دعا سے بیٹا ہوا، نہ دوا سے بیٹا ہوا۔اگر دعا سے پیدا ہوا تو اللہ بہتر جانتا ہے آپ کو یہ کہنے کا حق نہیں۔شرک سے پرہیز کرنا چاہئے۔دواؤں پر بھی انحصار ہوتا ہے لیکن آخری فیصلہ تو اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔جتنی مرضی دوائیں استعمال کریں اگر خدا نے بیٹا نہیں دینا تو نہیں دینا۔جن کو دینا ہو تو بغیر دواؤں کے بھی دے دیتا ہے۔بعض کو ۳۰-۴۰ سال کے بعد بھی بیٹا عطا کر دیتا ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کے فضل ہوتے ہیں۔بیٹا ہو یا بیٹی جو کچھ ہوا خدا کے فضل سے ہوا۔﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾۔

آیت ۱۹۱:﴿فَلَمَّاۤ اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِیْمَاۤ اٰتٰهُمَا فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ﴾۔پس جب ان دونوں کو اس (یعنی اللہ) نے ایک صحتمند (بیٹا) عطا کیا تو جو اس نے انہیں عطا کیا اُس (عطا) میں وہ اُس کے شریک ٹھہرانے لگے۔پس اللہ اس سے بہت بلند ہے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

﴿جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ﴾: حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بعض مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ اس میں حضرت آدم و حوا کا ذکر ہے۔یہ بالکل جھوٹ اور لغو ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نے فرمایا ہے کہ یہ 'عام میاں بی بی کا ذکر ہے نہ کہ آدم و حوا کا'۔
(حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۴۷)

آیت ۱۹۲:﴿اَیُشْرِكُوْنَ مَا لَا یَخْلُقُ شَیْئًا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ﴾۔کیا وہ اُسے شریک بناتے ہیں جو کچھ پیدا نہیں کر سکتا بلکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں۔

آیت ۱۹۳:﴿وَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَاۤ اَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ﴾۔اور وہ ان کی کسی قسم کی مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور وہ تو خود اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے۔

آیت ۱۹۴:﴿وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا یَتَّبِعُوْكُمْ. سَوَآءٌ عَلَیْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ﴾۔اور اگر تم انہیں ہدایت کی طرف بلاؤ تو وہ کبھی تمہاری پیروی نہیں کریں گے۔برابر ہے تمہارے لئے خواہ تم انہیں بلاؤ یا خاموش رہو۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس کا مطلب ہے کہ ان کے دل سخت ہو چکے ہیں۔جنہوں نے ایک دفعہ فیصلہ کر لیا کہ نہیں ماننا ان کو بلاؤ یا نہ بلاؤ برابر ہے۔بعض مولوی تو کہتے ہیں کہ اگر خدا بھی اتر کر کہے کہ مرزا سچا ہے تو ہم نے نہیں ماننا۔اس کا نام خَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ہے۔یہ اللہ کی طرف سے مہر نہیں لگی ان کے دل کی سختی کی وجہ سے مہر لگی ہے۔

آیت ۱۹۵:﴿اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴾۔یقیناً وہ لوگ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو تمہاری ہی طرح کے انسان ہیں۔پس تم انہیں پکارتے رہو۔پس چاہئے کہ وہ تمہیں جواب تو دیں اگر تم سچے ہو۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں قابل تذکرہ بات یہ ہے کہ ہر غیر اللہ جسے لوگ پکارتے ہیں وہ

انسان نہیں ہوا کرتے۔ یہاں صرف اس قسم کے شرک کا ذکر ہے جس میں وہ انسان کو پکارتے ہیں جیسے حضرت عیسیٰؑ کی پرستش کرنے والے عیسائی۔ فرمایا: وہ تو اپنے لئے بھی کوئی طاقت نہیں رکھتے۔

حضور نے فرمایا کہ اس قسم کے ڈھکوسلے عیسائی دنیا میں عام ہوتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ یا حضرت مریم نازل ہوئے اور انہوں نے یہ بات بتائی۔ T.V. اور اخبارات میں بھی ایسی باتیں آتی رہتی ہیں کہ فلاں پر حضرت مریم یا حضرت عیسیٰؑ نازل ہوئے اور اس کے ہاتھ پر صلیب کے نشان پڑگئے وغیرہ۔ افریقہ میں بھی بعض دفعہ بڑا مجمع لگا کر عیسائی کہتے تھے کہ عیسیٰؑ کی برکت سے یہ لولے چلنے لگے ہیں۔ یہ اندھے دیکھنے لگے ہیں۔ انہوں نے چھوٹے موٹے لولے لنگڑے اور اندھے بنائے ہوئے تھے۔ تو ہمارا ایک مبلغ بیچ کے لولے لنگڑے لے کر گیا اور جب اس پادری نے اپنی بات مکمل کرلی تو کہا کہ ان کو بھی چلادو۔ یہ بھی اندھے ہیں ان کو بھی دکھادو تو وہ لوگ وہاں سے بھاگ گئے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ ان میں تو طاقت ہی کوئی نہیں۔ اور اگر وہ کچھ بناتے ہیں تو ہمیں بھی تو بتاؤ کہ انہوں نے کیا پیشگوئی کی ہے۔

آیت ۱۹۶: ﴿اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ. اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ. اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ. اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا. قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَ كُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ﴾۔ کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑتے ہیں یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہیں یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہیں۔ تو کہہ دے کہ تم اپنے شرکاء کو بلاؤ اور پھر میرے خلاف ہر چال چل دیکھو اور مجھے کوئی مہلت نہ دو۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں دوسری قسم کے مشرکین کی بات ہو رہی ہے جو فرضی خداؤں کو مانتے ہیں۔ ایسے خدا جن کے نہ ہاتھ نہ پاؤں نہ آنکھیں۔ اور اگر کوئی کہے کہ آنحضرت ﷺ جس خدا کو مانتے تھے اس کے بھی ہاتھ، پاؤں اور آنکھیں نہیں تو یہ لغو اعتراض ہے۔ اس لئے کہ آنحضرتؐ جس خدا کو مانتے تھے اس نے آنکھیں بھی عطا کیں۔ جسے دیکھنے کا ہی پتہ نہ ہو وہ آنکھ کیسے بنا سکتا ہے۔ اور کان بھی بنائے۔ جسے سننے کا ہی پتہ نہیں وہ کان کیسے بنا سکتا ہے۔ عامۃ الناس کو پتہ ہی نہیں کہ آنکھ از خود بن ہی نہیں سکتی۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ارتقائی صورت میں پہلے ڈیلا بن گیا ہو بعد میں Ratina بنا ہو۔ کان کے بھی تین حصے ہیں۔ بیرونی، درمیانی، اندرونی اور ان کا نہایت باریک نظام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ہمیشہ پہلے کان کا ذکر کیا ہے پھر آنکھوں کا۔ یہ بھی بڑا اعجاز ہے کہ حقیقت میں پہلے کان ہی پیدا ہوئے تھے۔ سننے کی حس پہلے پیدا ہوئی پھر دیکھنے کی حس پیدا ہوئی۔ یہ بہت ہی عظیم کتاب ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی چیز بھی نہیں چھوڑتی۔

علامہ فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں: "جان لیجئے کہ یہ بیان دلیل کی ایک اور قسم ہے کہ عقلمند انسان کے لئے ان بتوں کی پوجا میں مصروف ہونا ایک قبیح فعل ہے اور اس کے ثبوت میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں درج ذیل چار اعضاء کا ذکر فرمایا۔ ٹانگیں، ہاتھ، آنکھیں اور کان۔ بے شک ان میں سے ہر ایک عضو اگر قوئ محرکہ اور مدرکہ سے آراستہ ہوں تو ایسے اعضاء ان اعضاء سے بہرحال افضل ہیں جو ان طاقتوں سے محروم ہوں۔ ایسے پاؤں جو چلنے پر قادر ہوں اور ایسے ہاتھ جو پکڑنے کی قوت رکھتے ہوں ان ہاتھ پاؤں سے بہتر ہیں جو اس قوت متحرکہ یا زندگی سے محروم ہوں۔ اسی طرح دیکھنے والی آنکھ اور شنوائی کی اہلیت رکھنے والے کان ان آنکھوں اور کانوں سے بہتر ہیں جو ان صفاتِ زندگی سے محروم ہیں۔ پس جب یہ ثابت ہو گیا تو ظاہر ہوا کہ انسان ان بتوں سے بہت سے پہلوؤں سے افضل ہے۔ بلکہ انسان کی فضیلت کے مقابل پر ان بتوں کو تو کوئی نسبت ہی نہیں۔ اور جب ایسا ہے تو کیسے مناسب ہے کہ ایک افضل و اکمل اور اشرف وجود اپنے سے گھٹیا اور کمتر کی پوجا میں لگ جائے جس سے قطعاً کوئی فائدہ محسوس نہ کرتا ہو۔ نہ حصول منفعت کے اعتبار سے اور نہ ہی دفع مضرت کے لحاظ سے۔"

مسجد بیت الفتوح انگلستان

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسجد بیت الفتوح انگلستان کی تعمیر کا کام بڑی تیزی سے جاری ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جن جماعتوں یا احباب جماعت نے انفرادی طور پر اس مسجد کی تعمیر کے لئے وعدہ جات کئے ہوئے ہیں ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ براہ کرم اپنے وعدہ کے مطابق ادائیگی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء (ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"حق کی یہ بھی ایک پہچان ہے اور اس کی شناخت کا یہ ایک عمدہ معیار ہے کہ دنیا اپنے سارے ہتھیاروں سے اس کی مخالفت پر ٹوٹ پڑے۔ جان سے، مال سے، اعضاء سے، عزت سے اور اندرونی اور بیرونی لوگ اور اپنے اور پرائے گویا سب ہی اس کی مخالفت پر کھڑے ہو جائیں اور پھر بھی وہ (حق) آگے ہی آگے قدم رکھتا جائے اور کوئی روک اس کی ترقی کو روک نہ سکے۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے: ﴿فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ......الخ﴾ سو اس معیار سے ہمارے سلسلہ کو پرکھا جائے تو ایک طالب حق کے واسطے کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔ دیکھو نہ ہمارا کوئی واعظ ہے نہ لیکچرار اور دشمن بھی کیا اندرونی اور کیا بیرونی سب اکٹھے ہو کر ہمارے تباہ کرنے کی کوشش میں لگے رہے"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کے آغاز کا قصہ ہے۔ اب تو مبلغین و معلمین کی لاکھوں تک تعداد پہنچ جاتی ہے۔ اس وقت تو کوئی مبلغ اور واعظ نہیں تھا۔ خود ہی کتابیں تحریر کرتے، غلطیاں بھی خود ہی پکڑتے۔ اتنا کام اکیلے کیا ہے کہ خدا نے الہاماً فرمایا۔ "اَنْتَ الشَّيْخُ الْمَسِيْحُ الَّذِيْ لَا يُضَاعُ وَقْتُهٗ"۔ تو اتنا بزرگ مسیح ہے کہ اس کے وقت کا کوئی دقیقہ بھی ضائع نہیں جاتا۔

آپ فرماتے ہیں: "مگر اللہ تعالیٰ نے ہر میدان میں ہمیں کامیاب کیا اور دشمن ذلیل ہوئے۔ کفر کے فتوے لگائے۔ قتل کا مقدمہ کیا۔ غرض کہ انہوں نے کوئی دقیقہ ہماری بربادی کا اٹھا نہ رکھا مگر کیا خدا (تعالیٰ) سے کوئی جنگ کر سکتا ہے۔ ہماری ترقی کے خود مخالف ہی باعث اور محرک ہیں۔ بہت لوگوں نے انہیں کے رسائل سے اطلاع پاکر ہماری بیعت کی۔ اگر واعظ وغیرہ ہماری طرف سے ہوتے تو ہمیں ان کا بھی مشکور ہونا پڑتا اور یہ بھی ایک شعبہ شرک کا ہو جاتا مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے بچایا۔ ایک آبپاشی اور تخم ریزی تو کسان کرتا ہے اور ایک خود خدا کرتا ہے۔ ہم اور ہماری جماعت خدا (تعالیٰ) کی تخم ریزی اور آبپاشی سے ہیں خدا کے لگائے ہوئے پودا کو کون اکھاڑ سکتا ہے۔"

(البدر جلد ۱ نمبر ۴ مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۲۰)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ جو آپ نے فرمایا کہ اگر ہمارے کوئی واعظ ہوتے تو یہ شرک کا ذریعہ بن جاتا اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب ہم نے جو واعظ بنائے ہوئے ہیں یہ شرک کی وجہ سے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب فوج در فوج لوگ داخل ہوں تو استغفار سے کام لو۔ ہمارے مبلغین بھی اللہ کے فضل سے اس پر عمل کرتے ہیں۔ جب بھی کامیابیوں کا ذکر کرتے ہیں تو ان نشانات کا ذکر کرتے ہیں جن کو دیکھ کر لوگ احمدی ہوتے ہیں۔ پس مراد یہ ہے کہ اس زمانے میں جب کچھ بھی نہیں تھا بغیر واعظوں کے جماعت کا پھیلنا یہ غیر معمولی بات ہے۔ رہا مخالفوں کا ذکر تو فرمایا کہ مخالف خود ہمارے پھیلاؤ کے لئے کام کرتا ہے۔ جس طرح اروڑی پھینکتے ہیں اس سے خدا صاف ستھری روئیدگی پیدا کرتا ہے یہ لوگ جماعت کے لئے اروڑی کا کام کرتے ہیں۔ ان کی مخالفت سے لوگ اور متجسس ہو کر دیکھتے ہیں۔ مخالفت نہ ہو تو جماعت اتنی پھیل ہی نہیں سکتی۔ مخالفوں نے یہ بیڑا اٹھالیا ہے کہ ہم جماعت کے خلاف بولیں گے۔ اس کے نتیجہ میں لوگ دیکھتے ہیں کہ جماعت ہے کیا چیز تو پھر وہ حقیقت کو پالیتے ہیں۔ مخالفت سے نہیں ڈرنا چاہئے۔ دعاؤں میں لگے رہنا چاہئے۔ اور مخالفت کے بعد جب کچھ ملتا ہے تو اسے اللہ کا فضل سمجھنا چاہئے۔

آیت ۱۹۷: ﴿اِنَّ وَلِيِّ ىَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ. وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ﴾۔ یقیناً میرا کفیل وہ اللہ ہے جس نے کتاب اتاری اور وہ نیک لوگوں ہی کا کفیل بنتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کے متعلق فرماتے ہیں: "میرا کارساز وہ خدا ہے جس نے اپنی کتاب کو نازل کیا ہے اور اس کا یہی قانونِ قدرت ہے کہ وہ صالحین کے کاموں کو آپ کرتا ہے اور ان کی مہمات کا خود متولّی ہوتا ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ سوم روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۵۰ حاشیہ نمبر ۱۱)

پھر فرماتے ہیں: "ایک مقام توکل ہے جس پر نہایت مضبوطی سے ان کو قائم کیا جاتا ہے اور ان کے غیر کو وہ چشمہ صافی ہرگز میسر نہیں آسکتا بلکہ انہیں کے لئے وہ خوشگوار اور موافق کیا جاتا ہے اور نورِ معرفت ایسا ان کو تھامے رہتا ہے کہ وہ بسا اوقات طرح طرح کی بے سامانی میں ہو کر اور اسباب عادیہ سے بکلی اپنے تئیں دور پاکر بھی ایسی بشاشت اور انشراح خاطر سے زندگی بسر کرتے ہیں اور ایسی خوشحالی سے دنوں کو کاٹتے ہیں کہ گویا ان کے پاس ہزارہا خزائن ہیں۔ ان کے چہروں پر تونگری کی تازگی نظر آتی ہے اور صاحبِ دولت ہونے کی مستقل مزاجی دکھائی دیتی ہے اور تنگیوں کی حالت میں بکمال کشادہ دلی اور یقین کامل اپنے مولیٰ کریم پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ سیرت ایثار ان کا مشرب ہوتا ہے اور خدمت خلق ان کی عادت ہوتی ہے"

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ خدمت خلق کے لئے ضروری نہیں کہ بہت امیر ہی ہو تو خدمت خلق

کرے۔ بہت سے غریب بھی روکھی سوکھی میں سے خدمت خلق کرتے رہتے ہیں۔ جیسے غرباء قربانی کرتے ہیں ویسے امراء قربانی نہیں کرسکتے۔

آپ فرماتے ہیں: ”اگرچہ سارا جہان ان کا عیال ہو جائے۔ اور فی الحقیقت خدا تعالیٰ کی ستاری مستوجبِ شکر ہے جو ہر جگہ ان کی پردہ پوشی کرتی ہے اور قبل اس کے جو کوئی آفت فوق الطاقت نازل ہو، ان کو دامنِ عاطفت میں لے لیتی ہے کیونکہ ان کے تمام کاموں کا خدا متولی ہوتا ہے جیساکہ اس نے آپ ہی فرمایا ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ لیکن دوسروں کو دنیاداری کے دلآزار اسباب میں چھوڑا جاتا ہے اور خارق عادت سیرت جو خاص ان لوگوں کے ساتھ ظاہر کی جاتی ہے کسی دوسرے کے ساتھ ظاہر نہیں کی جاتی“۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۳۸ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

پھر فرماتے ہیں: ”جس طرح پر ماں بچے کی متولی ہوتی ہے، اسی طرح پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں صالحین کا متکفل ہوتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کے دشمنوں کو ذلیل کرتا ہے اور اس کے مال میں طرح طرح کی برکتیں ڈال دیتا ہے۔“ (البدر جلد ۲ نمبر ۲۸ مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۰۳ء صفحہ ۲۱۷)

مزید فرماتے ہیں: ”اولاد کا ابتلا بھی بہت بڑا ابتلا ہے۔ اگر اولاد صالح ہو تو پھر کس بات کی پروا ہو سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے ﴿يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ آپ صالحین کا متولی اور متکفل ہوتا ہے۔ اگر بد بخت ہے تو خواہ لاکھوں روپیہ اس کے لئے چھوڑ جاؤ وہ بدکاریوں میں تباہ کر کے پھر قلاش ہو جائے گی اور ان مصائب اور مشکلات میں پڑے گی جو اس کے لئے لازمی ہیں۔ جو شخص اپنی رائے کو خدا تعالیٰ کی رائے اور منشاء سے متفق کرتا ہے وہ اولاد کی طرف سے مطمئن ہو جاتا ہے اور وہ اسی طرح پر ہے کہ اس کی صلاحیت کے لئے کوشش کرے اور دعائیں کرے اس صورت میں خود اللہ تعالیٰ اس کا تکفل کرے گا۔ اور اگر بد چلن ہے تو جائے جہنم میں۔ اس کی پرواتک نہ کرے“۔ (الحکم جلد ۹ نمبر ۳۹ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ’پرواتک نہ کرنے میں یہ غور طلب بات ہے کہ یہ مطلب نہیں کہ اولاد اگر بری عادتوں میں مبتلا ہو تو پروا نہیں کرنی چاہئے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے ناراضگی کا اظہار ہے۔ ورنہ بڑی کثرت سے لوگ اپنی اولاد کی تربیت کے لئے فکر مند ہوتے ہیں۔ اس بات سے غلط مطلب نہ سمجھیں۔ اولادوں کی فکر ضرور کرنی چاہئے۔ دعاؤں کے ذریعہ اور کوشش کے ذریعہ۔

آیت ۱۹۸: ﴿وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ﴾ اور وہ لوگ جنہیں تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری مدد کی کوئی طاقت نہیں رکھتے اور نہ وہ خود اپنی مدد کر سکتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”﴿لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ﴾: وہ ان مشرکانِ عرب کی کچھ مدد نہ کر سکیں گے۔“

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یعنی یہ ایک پیشگوئی تھی جو آنحضرت ؐ کی طرف سے اس وقت کی گئی جب آپ مکہ میں ایک مظلوم کی طرح زندگی بسر کر رہے تھے۔

آیت ۱۹۹: ﴿وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا. وَتَرٰهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ﴾۔ اور اگر تم ان کو ہدایت کی طرف بلاؤ تو سنیں گے نہیں اور تُو انہیں دیکھے گا کہ وہ تیری طرف گویا دیکھ رہے ہیں جبکہ وہ دیکھ نہیں رہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بعض دفعہ لوگ دیکھتے ہیں مگر توجہ کسی اور طرف ہوتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے اپنے تجربہ سے ایک بات لکھی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

”میں نے ایک لڑکے سے پوچھا کہ آج قرآن شریف کا درس کہاں سے شروع ہوگا؟ تو اس نے کہا میں گو دس برس سے سنتا ہوں مگر کوئی دلچسپی نہیں۔ اس لئے مجھے معلوم نہیں۔ دوسرا جو پاس بیٹھا تھا جب اس سے پوچھا تو وہ کہنے لگا کہ علیٰ ہذا القیاس۔ مجھے خوشی بھی ہوئی اور رنج بھی ہوا۔ خوشی اس لئے کہ بہت سی مخلوق ایسی بھی ہوتی ہے جو يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ اور يَسْمَعُوْنَ وَلَا يُسْمَعُوْنَ کی مصداق ہے۔ غرض بعض تو ایسے ہیں جو سن کر بھی نہیں سنتے اور بعض سامعین ایسے ہیں کہ انہیں مجلس وعظ محض کسی کی دوستی یا ذاتی غرض لاتی ہے۔ بعض نکتہ چینی کے لئے جاتے ہیں۔ ان کا خیال واعظ کی زبان کی طرف رہتا ہے۔ بس جونہی کوئی انگریزی یا سنسکرت یا عربی لفظ اس کے منہ سے نکل گیا تو یہ مسکرائے۔ پس ان کے سننے کا ماحصل یہی ہے کہ وہ گھر میں آکر واعظ کی نقل لگایا کریں۔ پھر ایک مشکل ہے وہ یہ کہ چور کی داڑھی میں تنکا۔ واعظ ایک بات کتاب اللہ سے پیش کرتا ہے۔ اب اگر سننے والے میں بھی وہی عیب ہے جو اس واعظ نے بتایا تو یہ سمجھتا ہے کہ مجھ کو سنا سنا کر یہ باتیں کرتا ہے“۔ (حقائق الفرقان جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۴۸)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ عادت ابھی تک جماعت میں کئی جگہ پائی جاتی ہے۔ ایک روایت معصومیت سے سنائی جاتی ہے۔ حالانکہ اس واعظ کے ذہن میں نہیں تھا کہ کسی میں یہ برائی ہے۔ اگر کسی کے متعلق معلوم ہو اور اس کی برائی کا لوگ عام ذکر بھی کرتے ہوں تو اس کے متعلق مجلس میں ذکر کرنا مناسب نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”اس کا مرنا اور جینا اپنے لئے نہیں بلکہ خدا ہی کے لئے ہو جائے تب وہ خدا جو ہمیشہ سے پیار کرنے والوں کے ساتھ پیار کرتا آیا ہے اپنی محبت کو اس پر اتارتا ہے اور ان دونوں محبتوں کے ملنے سے انسان کے اندر ایک نور پیدا ہوتا ہے جس کو دنیا نہیں پہچانتی اور نہ سمجھ سکتی ہے اور ہزاروں صدیقوں اور برگزیدوں کا اسی لئے خون ہوا کہ دنیا نے ان کو نہیں پہچانا وہ اسی لئے مکار اور خود غرض کہلائے کہ دنیا ان کے نورانی چہرہ کو دیکھ نہ سکی جیساکہ فرمایا ﴿يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ﴾ یعنی وہ جو منکر ہیں تیری طرف دیکھتے تو ہیں مگر تو انہیں نظر نہیں آتا“۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۸۴)

”یعنی تیری طرف وہ دیکھتے ہیں مگر تو انہیں دکھائی نہیں دیتا۔ آخر وہ سب اندھے ہلاک ہوگئے۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۲۲۱)

آپ مزید فرماتے ہیں: ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہؓ کے مراتب معلوم تھے اور ہر یک کی نورانیتِ باطنی کا اندازہ اس قلبِ منوّر پر مکشوف تھا۔ ہاں جو لوگ بیگانہ ہیں، وہ یگانہ حضرتِ احدیّت کو شناخت نہیں کرسکتے، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ﴾ یعنی وہ تیری طرف (اے پیغمبر ﷺ) نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں، پر تو انہیں نظر نہیں آتا اور وہ تیری صورت کو دیکھ نہیں سکتے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انوار روحانی کا سخت چمکار بیگانہ محض پر بھی جا پڑتا ہے۔ جیسے ایک عیسائی نے جبکہ مباہلہ کے لئے آنحضرت ﷺ مع حسنین و حضرت علیؓ و فاطمہ رضی اللہ عنہم عیسائیوں کے سامنے آئے دیکھ کر اپنے بھائیوں کو کہا کہ مباہلہ مت کرو۔ مجھ کو پروردگار کی قسم ہے کہ میں ایسے منہ دیکھ رہا ہوں کہ اگر اس پہاڑ کو بھی کہیں گے کہ یہاں سے اٹھ جا تو فی الفور اٹھ جائے گا۔ سو خدا جانے کہ اس وقت نور نبوت وولایت کیسا جلال میں تھا کہ اس کافر، بدباطن، سیاہ دل کو بھی نظر آ گیا“۔ (مکتوبات جلد ۱ صفحہ ۵۱،۵۲)

آج بھی ہر اتوار کی طرح درس کے آخر پر حاضرین کو درس سے متعلق سوالات کا موقعہ دیا گیا۔ چند ایک سوالات دریافت کئے گئے جن کے جواب حضور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمائے اور اس کے ساتھ درس کی یہ پاکیزہ مجلس اپنے اختتام کو پہنچی۔ (مرتبہ: ابولبیب)

[illegible]

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس [illegible]

تبلیغِ دین و نشرِ ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta - 700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

PRIME AUTO PARTS

HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&

MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎2370509

آٹو ٹریڈرز

AutoTraders

16 بینٹک اسٹریٹ کلکتہ 70001

دکان 248-5222.248-1652.243-0794

رہائش 237-0471. 237-8468

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

(امانت داری عزت ہے)

منجانب

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

ارض مقدسہ کی زیارت

مسلمانوں کا نہ ختم ہونے والا انتظار

(محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ)

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خاکسار کو فلسطین جو نبیوں کا ملک اور مسکن کہلاتا ہے کے مختلف مقامات مقدسہ کی زیارت کرنے اور نوافل ادا کرنے اور دُعائیں کرنے کی توفیق ملی فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

مورخہ ۲۳/ مارچ ۹۹ء کو خاکسار مع اہلیہ اور محترم محمد شریف صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ کبابیر اور دیگر رفقاء کے ہمراہ کبابیر سے صبح ۶ بجے بذریعہ موٹر کار روانہ ہو کر ایک سو ساٹھ کیلو میٹر مسافت طے کر کے ۸ بجے یروشلم میں پہنچے۔

قدیم و جدید عمارتوں پر مشتمل یہ خوبصورت شہر قدیم و جدید تمدن و تہذیب کا مشترکہ منظر پیش کر رہا تھا۔ یروشلم چاروں طرف جبل الزیتون (Mount Olive) پہاڑیوں سے گھرا ہوا تھا۔ اس پہاڑی کے اوپر چڑھ کر حضرت یسوع مسیح علیہ السلام اپنے مشرقی ممالک کے سفر پر روانہ ہوئے تھے۔ اُس وقت اُن کے حواریوں نے یہ پروپیگنڈہ کیا تھا کہ یسوع مسیح اس پہاڑ کے اوپر چڑھ کر آسمان کی طرف اُڑ گئے تھے۔ اِس پہاڑی کے اوپر ایک بہت بڑا چرچ بنا ہوا ہے۔ اس پہاڑی سلسلہ میں بہت چوڑی سڑک اور کئی منزلہ عمارتیں بنی ہوئی ہیں۔ اس کے اوپر سے یروشلم شہر کا نظارہ خاص کر بیت المقدس کا منظر نہایت خوبصورت اور پُر کیف تھا۔

اس کے بعد ہم نیچے اُترے اور بیت المقدس کی عالی شان اور تاریخی عمارت میں گئے۔ اس کو قبۃ الصخراء (Dome of Rock) کہتے ہیں۔ اس عمارت کے اندر ایک بہت بڑی چٹان چاروں طرف سے سلاخوں سے محفوظ کی گئی تھی۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم کشف میں اسی چٹان کے اوپر سے ہو کر آسمان کی روحانی سیر فرمائی تھی۔ یہ سلاخوں میں محفوظ کی گئی چٹان اسی بیت المقدس کے اندر ہے۔ جہاں لوگ نمازیں پڑھتے دکھائے گئے۔ اس چٹان کے جانب میں ایک غار نما ہال ہے۔ ہم سب اُس میں گئے اور دو دو رکعت نوافل ادا کئے۔ اس کے بعد ہم اُس چرچ میں گئے جس میں وہ مقام تھا جہاں حضرت یسوع مسیح کو صلیب پر لٹکایا گیا تھا۔ اس جگہ بہت بڑی صلیب بنی ہوئی تھی۔ اس کے قریب ہی سنگِ مرمر کا ایک تختہ بنا ہوا تھا۔ جہاں مسیح ناصری کو صلیب پر سے اُتار کر تھوڑی دیر کیلئے رکھا گیا تھا۔ اس کے بعد کچھ فاصلہ پر اُس قبر نما کمرے کی زیارت کی جہاں صلیب پر سے اُتارے جانے کے بعد تین دن رات آپ کو علاج کیلئے رکھا گیا تھا۔ اور اُس پتھر کا حصہ بھی رکھا گیا تھا جو اُس کمرے کے دہانے پر اُس وقت رکھا گیا تھا۔ اس کے بعد اُس مقام میں گئے جہاں مسیح ناصری کے زمانہ میں ایک زانیہ عورت پر پتھر پھینکنے کیلئے تمام لوگ جمع تھے۔ اور اُس وقت حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ جس نے اپنی زندگی میں کوئی گناہ نہ کیا ہو وہ پہلا پتھر پھینکے۔ اس پر سب لوگ تتر بتر ہو گئے تھے۔

اس کے بعد ہم دیوار گریہ کی طرف گئے جہاں اب بھی سینکڑوں یہودی جمع تھے۔ اور ہاتھ میں بائبل پکڑ کر دیوار پر سر مار کر رو رہے تھے اور دُعائیں کر رہے تھے۔ یہ لوگ سالہا سال سے اپنے موعود مسیح کے انتظار میں ہر روز اس طرح دُعائیں کر رہے ہیں۔

یروشلم کے چند میل کے فاصلہ پر بیت اللحم ہے جہاں حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش ہوئی تھی۔ پیدائش کے مقام کے اوپر بہت بڑا چرچ بنا ہوا ہے۔ یہ چرچ بہت اونچے مقام میں ایک بہت وسیع علاقہ میں گھیرا ہوا ہے۔ اس چرچ کے اندر ہی یسوع مسیح کی پیدائش کا کمرہ اور غسلخانہ وغیرہ ایک غار نما ہال میں بنے ہوئے ہیں۔ ہم اُس کے اندر گئے جہاں پیدائش کے مقام کو معبد بنایا گیا تھا۔

ناصریت (Nasreth)

اسی طرح ہم ناصریت کی زیارت کیلئے گئے۔ اسی مقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ ابن مریم کو مسیح ناصری اور عیسائیوں کو نصاریٰ کہا جاتا ہے۔ سب سے پہلے ہم وہاں کے عظیم الشان چرچ میں گئے جس کا نام کنیسۃ البشارت ہے اسی جگہ حضرت مریم علیہا السلام کو فرشتوں نے آکر مسیح کی بشارت دی تھی جس کا ذکر قرآن مجید میں سورہ مریم دوسرے رکوع میں درج ہے۔ یہ بشارت ملنے کے بعد حضرت مریم علیہا السلام بیت اللحم میں چلی گئیں جہاں مسیح کی تولید ہوئی۔ لیکن لوگوں کی مخالفت اور استہزا کی وجہ سے یوسف نجار کے ساتھ ناصریت میں دوبارہ چلی آئیں۔ اس کنیسۃ البشارت میں حضرت یسوع مسیح کا بچپن گذرا کئی جگہوں کو یوسف نجار کے بڑھئی کا کام کرنے کی وجہ سے محفوظ کیا گیا ہے۔ یہاں حضرت مسیح تیس سال تک رہے۔

ناصریت کی آبادی ساٹھ ہزار کی ہے جس میں زیادہ تر عیسائی آباد ہیں۔

بحیرۂ طبریہ (Lake of Tebehrias)

ناصریت سے ہم بحیرہ طبریہ دیکھنے گئے۔ حضرت رسول کریم صلعم نے اِس بحیرۂ طبریہ کے بارے میں فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں یاجوج ماجوج آکر اُس کا پانی پئے گا۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

یعنی خدا تعالیٰ یاجوج ماجوج کو مبعوث فرمائے گا وہ ہر اونچے نیچے مقاموں سے چڑھائی کریں گے۔ ان کا پہلا حصہ بحیرۂ طبریہ سے گزرے گا۔ پھر اُس کا پانی پئے گا اس کے بعد اس کا دوسرا حصہ وہاں سے گزریگا تو کہے گا کہ اس میں پہلے پانی تھا۔ پھر اس کے بعد وہ جبل الخمر تک پہنچے گا اور یہ پہاڑ بیت المقدس میں ہے۔ (مسلم۔ترمذی)

اس حدیث میں مذکور بحیرہ طبریہ جس کا دوسرا نام بحر الجلیل بھی ہے۔ بارہ میل لمبائی پر واقع ہے۔ اس کا پانی پینا ظاہری صورت میں نا ممکن ہے۔ لہٰذا یہ ایک استعارہ کا رنگ اپنایا ہوا ہے اور تعبیر طلب ہے۔ حضرت ابن سیرین کی کتاب تعبیر الرویاء کی رو سے پانی پینے سے مراد دنیاوی جاہ و جلال اور حکومت کا حاصل ہونا ہے۔ اس طرح فلسطین میں کہیں بھی کوئی پہاڑ جبل الخمر کے نام سے موجود نہیں ہے۔ لہٰذا یہ بھی تعبیر طلب ہے۔ جبل سے مراد حکومت اور خمر سے مراد ناجائز طور پر حاصل کی ہوئی چیز یا دولت ہے۔

چنانچہ سیدنا حضرت رسول کریم صلعم کی یہ پیشگوئی ۱۹۴۸ء میں یہودیوں کے فلسطین میں اسرائیل سٹیٹ کے قیام سے پوری ہوئی۔ انہوں نے بحیرہ طبریہ پر قبضہ کیا اور اسی طرح ناجائز طور پر ایک حکومت بھی فلسطین میں جہاں بیت المقدس ہے قائم کی۔

اب یہ علاقہ جو طبریہ کے کنارے پر واقع ہے ایک نہایت خوبصورت ٹورسٹ سنٹر ہے۔ یعنی زائرین کیلئے دلچسپی کے تمام ذرائع موجود ہیں۔ یہ تمام علاقہ پہاڑی ہے۔ اور ان تمام مقامات میں حضرت یسوع مسیح نے دورہ فرمایا اور تبلیغ کی۔ ان مقامات میں سے ایک کفرناحوم ہے۔

بالآخر ہم اُس مقام میں گئے جہاں صلیبی واقعہ کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام اپنے شاگردوں سے ملے تھے اور اُن سے مچھلی اور شہد لے کر کھاتے تھے اور اُنہیں اپنے ہاتھ پاؤں کے زخم دکھاتے تھے۔ اس مقام کا نام الطابغۃ ہے جہاں ایک پرانا چرچ قائم ہے۔

الخلیل کی زیارت

مورخہ ۲۹/ اگست ۹۹ء کو خاکسار مع اہلیہ و چند احباب کرام الخلیل کا علاقہ جس کو عبرانی میں Hebron کہتے ہیں دیکھنے گئے۔ ہم کبابیر سے یروشلم اور پھر وہاں سے ۳۵ کیلو میٹر جنوب میں واقع الخلیل میں پہنچے اور زیارت کی۔

بحر مردار (Dead Sea)

وہاں سے ہم بحر مردار دیکھنے گئے۔ یروشلم کے بعد ریگستانی علاقہ شروع ہوا۔ دور دور تک بالکل ریگستان ہی کا علاقہ ہے۔ نہایت خوفناک ویرانے سے دوچار ہونا پڑا۔ اس بھیانک ویرانے میں ہماری موٹر کار بالکل ایک نقطہ معلوم دے رہی تھی۔ ہماری موٹر کار اونچے نیچے ریتیلے ٹیلوں سے ہچکولے کھاتی ہوئی اور خطرناک وادیوں سے گذرتی ہوئی جا رہی تھی تو اُس ویرانے میں ایک مسجد نما بڑی عمارت نظر آئی۔ ہم اُس کے اندر گئے تو ایک ملاں ظہر کی اذان دے رہے تھے۔ اُسی نے نماز پڑھائی۔ اقتداء میں صرف ایک زائر پیچھے کھڑا تھا۔ کوئی اور نمازی وہاں آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اُس مقام کا نام مقام نبی موسیٰ بتایا گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گذر اس علاقہ سے ہوا تھا۔ اور وہاں اُنہوں نے کچھ عرصہ قیام فرمایا تھا۔

اس کے بعد ہم وہاں سے روانہ ہوئے۔ ہماری کار پکی سڑک چھوڑ کر کچی سڑک میں جانے لگی۔ چاروں طرف ہُو کا عالم تھا بہت خوفناک سناٹا چھایا ہوا تھا۔ اُس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی بیوی ہاجرہ اور ننھے منے بچے حضرت اسماعیل کو مکہ کے ریگستانی علاقہ میں تن تنہا چھوڑنے کا واقعہ یاد آیا۔ وہ علاقہ بھی اسی طرح کا ریگستانی علاقہ ہی ہوگا۔ ایک عورت اور بچہ کا بالکل ویرانے میں تن تنہا رہنا کتنا خوفناک منظر پیش کر رہا ہوگا۔ اسی طرح سیدنا حضرت رسول اکرم صلعم کی زندگی بھی یاد آگئی کہ آپ نے بھی ایسے ہی ریگستانی علاقہ میں شدید گرمی اور سردی میں زندگی گذاری ہوگی۔ اس آرام دہ اور ایئر کنڈیشن ماحول میں رہنے والا اِس زمانہ کا انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

اس طرح مختلف تکلیف دہ اور درد ناک خیالات میں کھویا ہوا ایک گھنٹہ اُس نہایت خطرناک ریگستانی وادیوں اور ریت کے ٹیلوں میں سے گذرتے ہوئے ہمیں دور سے بحر مردار نظر آیا۔ اُس کے ساتھ ہی دور سے وادیٔ قمران اور اس کے غار نظر آئے۔

وادیٔ قمران

آج سے ۵۲ سال قبل ۱۹۴۷ء کے موسم بہار میں ایک بدّو اپنی گمشدہ بکری کی کھوج میں بحیرہ

مردار کے مغربی ساحل پر واقع اس وادیٔ قمران کی چٹانوں اور ٹیلوں میں پھر رہا تھا کہ اس کی نظر ایک غار کے سوراخ میں پڑی۔ اُس نے ایک پتھر اس سوراخ کے اندر پھینکا۔ اُس وقت کسی برتن سے ٹکرانے کی یعنی ٹن کی آواز آئی۔ اُس نے سمجھا کہ اس کے اندر خزانے ہونگے۔ چنانچہ خزانے کی تلاش میں وہ اپنے ساتھی کی مدد سے اُس غار کے اندر داخل ہوئے۔ یہ غار اندر سے کشادہ تھی اس غار میں سر بمہر ظروف قطار اندر قطار رکھے ہوئے تھے۔ دو کے سوا باقی خالی تھے۔ یہ دو برتن جب کھولے گئے تو ایک عظیم لٹریری خزانہ برآمد ہوا۔ یہ چمڑے کے لپٹے ہوئے طومار تھے۔

یہ طومار مختلف ہاتھوں سے گذر کر بعض محققین کے ہاتھوں میں پہنچے عبرانی میں لکھے ہوئے اُن تحریروں میں آج سے دو ہزار سال قبل کی مذہبی تاریخ کا ذکر موجود تھا۔ آج دنیا میں یہ اوراق Dead sea scrolls کے نام سے مشہور ہیں۔

ایک احمدی محقق محترم عبد القادر صاحب نے ان اوراق کے بارے میں تحقیق کی۔ آپ نے بتایا کہ یروشلم کی طرف مبعوث ہونے والے حضرت یسوع مسیح کا ذکر ان صحائف میں بہ تکرار ہوا ہے۔ اس کے عبرانی مناجات سب سے دلچسپ اور حیران کن انکشاف ہے۔ کیونکہ یہ یسوع مسیح کا زبور ہے جو آپ کے کلام اور تعلیمات پر مشتمل ہے۔ ان صحیفوں سے آپ کی زندگی کے ایسے حالات اور تعلیمات کا انکشاف ہوا جو کہ قرآن مجید نے آج سے چودہ سو سال قبل پیش کئے۔ حضرت رسول اکرم صلعم کے بارے میں واضح بشارات ان صحائف میں درج ہیں۔ صلیبی موت سے حضرت مسیح ناصری کی نجات فلسطین سے ہجرت اور دنیا کے وسیع میدانوں میں سیاحت کا ثبوت صحائف قمران سے ملتا ہے۔

بہر حال اس وادیٔ قمران کے غاروں کی سورانحیں ہمیں قریب ہی ایک پہاڑی کے اوپر سے دیکھنے کی توفیق ملی۔

اس کے بعد ہم دوسرے راستے سے جو اور زیادہ پُر خطر تھا یروشلم کی طرف روانہ ہوئے۔

مسجد اقصیٰ

اس سفر میں ہم مسجد اقصیٰ میں گئے۔ یہ عظیم اور تاریخی مسجد جس کا ذکر قرآن مجید میں سورہ بنی اسرائیل میں ہے بیت المقدس کے تھوڑے ہی فاصلہ پر واقع ہے۔ ہم اُس مقدس مسجد کے اندر گئے اور نہایت سوز و گداز کے ساتھ اسلام اور احمدیت کے عالمگیر غلبہ کیلئے اور اس علاقہ میں پھر اسلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے قیام کیلئے اور اسی طرح تمام عالم اسلام کو خلافت حقہ اسلامیہ کے تحت پناہ گزیں ہونے کی توفیق ملنے کیلئے دُعائیں کیں۔ اور نوافل ادا کیں اُس وقت اِن پُر سوز دُعاؤں کی تحریک مسجد اقصیٰ کے بڑے بڑے اور وسیع و عریض ستونوں اور دیواروں پر چسپاں کئے دو بڑے بڑے اشتہارات کی وجہ سے ہوئی۔ ساتھ ہی مسجد کی دیواروں پر کئی جگہ فریم کے اندر رکھی گئی بندوق کی گولیاں بھی ان پُر سوز دعاؤں کی تحریک بنی۔

آج سے ۳۰ سال قبل یعنی ۱۶ اگست ۱۹۶۹ء میں یہودی فوج نے مسجد اقصیٰ پر اچانک حملہ کر کے کئی مسلمانوں کو شہید کیا تھا۔ اس مقدس مسجد کو بہت نقصان پہنچایا تھا اور بہت بے حرمتی کی تھی۔

ان ہر دو نظارے نے مجھے مسلمانوں کی زبوں حالی اور بے بسی پر بہت پریشان کیا۔ مذکورہ دونوں اشتہارات میں مسلمانوں کو خلافت علی منہاج نبوت کے قیام کیلئے کوشش کرنے کی پُر زور اپیل کی گئی ہے۔

ایک اشتہار میں آیت استخلاف درج تھی جس میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں میں سے ایمان لانے والوں اور اعمال صالحہ بجا لانے والوں سے وعدہ فرمایا تھا کہ اُن میں وہ ضرور بضرور خلافت قائم فرمائے گا اور اس خلافت کے ذریعہ دین کی تمکنت ہوگی اور اُن کے خوف کو امن میں تبدیل فرمائے گا۔

مذکورہ اشتہار میں یہ آیت کریمہ درج کرنے کے بعد حضرت رسول کریم صلعم کی یہ حدیث درج تھی کہ ثم تکون خلافة علی منهاج النبوة یعنی اس کے بعد نبوت کے طرز پر خلافت قائم ہوگی۔ اس آیت و حدیث کے اندراج کے بعد مسلمانوں سے یہ اپیل کی گئی ہے کہ بشائرها تلوحُ الآنَ ان شاء الله. اقیموها ایها المسلمون۔ اس کی بشارتیں انشاء اللہ جلد روشن ہونگی۔ اے مسلمانو اس کو (خلافت علی منہاج نبوت کو) قائم کرنے کی کوشش کرو۔

دوسرے اشتہار میں مذکورہ حدیث درج کرنے کے بعد یوں اعلان کیا گیا کہ ستقومُ دولةُ الاسلام عاجلا و اٰجلا شاءَ مَن شاءَ وَأبی من ابی و مکرمَن مکر فلا تحرموا انفسکم معاشرَ المسلمین. ثوابَ السّعي والعملِ لِاقامتِهَا فيها واحدها عزتکم

یعنی جلد یا بدیر اسلامی حکومت ضرور قائم ہوگی۔ چاہنے والے چاہیں انکار کرنے والے انکار کریں۔ تدبیریں کرنے والے تدبیریں کریں۔

لہٰذا اے مسلمانوں کے گروہو! تم اپنے نفسوں کو محروم نہ کرو۔ اس کے قیام کیلئے کوشش اور عمل کر کے ثواب حاصل کرو۔ تمہاری عزت صرف اسی میں ہے۔ ان ہر دو اشتہارات میں واضح رنگ میں تضاد پایا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے خود مومنوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ خود خلافت علی منہاج نبوت قائم فرمائے گا۔ لیکن ان اشتہاروں میں اس کے برخلاف مسلمانوں سے اپیل کی گئی ہے کہ اِس خلافت کے قیام کیلئے کوشش کی جائے۔

نیز ایک اور حدیث نبوی میں مذکور ہے کہ ماکانت نبوّة قطّ الا تبعتها خلافة کہ ہر نبوت کے بعد اس کے اتباع میں خلافت کا نظام قائم ہوتا ہے۔ یعنی ہر خلافت سے قبل نبوت کا ہونا ضروری ہے۔

چنانچہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرما کر حضرت رسول اکرم صلعم کی غلامی میں اور آپ کے بروز کے طور پر نبوت قائم فرمائی۔ اسکے بعد اپنے وعدہ کے مطابق اس نبوت پر ایمان لانے اور اعمال صالحہ بجا لانے والوں میں خلافت قائم فرمائی۔

خدا تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ آج جماعت احمدیہ خلافتِ حقہ اسلامیہ کے تحت اکناف عالم میں اسلام اور حضرت رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت قائم کرنے کیلئے نہایت کامیابی سے سرگرم عمل ہے۔ اور دوسری طرف مسلمان اور ان کی حکومتیں شکست خوردہ ذہنیت کے ساتھ خلافت کے قیام کا خواب دیکھ رہی ہیں جو کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا۔

آج اس چھوٹے سے اسرائیل سٹیٹ میں جس کی کل آبادی صرف ۶۰ لاکھ ہے جن میں صرف ۵۰ لاکھ یہودی اور باقی مسلمان اور عیسائی آباد ہیں تمام عالم اسلام کیلئے ایک سوالیہ نشان بنا ہوا ہے۔ اس چھوٹی سی ریاست کے گرد مسلمانوں کی ۴۵ کے قریب چھوٹی بڑی حکومتیں اور ریاستیں ہیں۔ لیکن اس معمولی یہودی حکومت کے آگے کچھ بھی کرنے سے قاصر ہیں۔

چنانچہ موجودہ مسلمانوں اور اُن کی اسلامی حکومتوں کی حالت پر تبصرہ کرتے ہوئے اخبار جنگ اپنی جنوری ۹۲ کی اشاعت میں لکھتا ہے۔

اس وقت خدا کے فضل سے آزاد مسلمان ملکوں کی تعداد ۴۵، ۴۶ ہے۔ اور مسلمانوں کی کل آبادی ایک ارب کے لگ بھگ ہے۔ دنیا کا ہر پانچواں انسان مسلمان ہے۔ اقوام متحدہ میں صرف مسلمان ملکوں کے ووٹ ایک تہائی کے قریب ہیں اور حقائق کی بناء پر مسلمان ملکوں کی عالمی سطح پر سب سے زیادہ طاقتور گروپ کی حیثیت حاصل ہونی چاہئے۔۔۔ پھر خدا کے فضل سے ان تمام ملکوں کی بغرافیائی وسعت کم و بیش دو بر اعظموں پر پھیلی ہوئی ہے۔۔۔ یہ ساری سہولتیں حاصل ہونے کے باوجود عالمی سطح پر ان ملکوں کی حیثیت ایک منتشر اور باہم دست و گریبان گروہ کی سی ہے جسے چاہتا ہے اپنے مقاصد کیلئے استعمال کر سکتا ہے۔۔۔ سیاسی و مذہبی سطح پر کوئی اتفاق نہیں۔ ہر فرقہ کی سیاست اور سیاسی نظام کا تصور مختلف ہے۔ چنانچہ ایک متحد و متفق مسلم اُمۃ کا کوئی وجود نہیں جس کا ایک مرکز ہو اور جس کے مقاصد میں یکسانیت ہو۔ (جنگ جنوری ۹۲ء)

اس اعتراف حقیقت کے بعد مسلمانوں اور اُن کی حکومتوں کیلئے خدا تعالیٰ کی قائم فرمودہ خلافت حقہ اسلامیہ کی پناہ میں آئے بغیر کوئی چارہ نہیں جس کا ایک ہی مرکز اور ایک ہی قیادت ہے جو عالمگیر حیثیت کی حامل ہے۔

دعائے مغفرت

خاکسار کے خسر محترم محمد معین خان صاحب بھاگلپوری مورخہ 18-1-2002 بروز جمعۃ المبارک بوقت شب 9 بجے وفات پاگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم کی نماز جنازہ مورخہ 19-1-2002 بعد نماز عصر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے پڑھائی۔ مرحوم موصی تھے ان کی تدفین بہشتی مقبرہ میں عمل میں آئی۔

اپنے آبائی وطن بھاگلپور میں سالہا سال تک مسجد احمدیہ میں بطور خادم بے لوث خدمت کرتے رہے۔ مرحوم نہایت دیانت دار مخلص اور مرکزی نمائندگان کے ساتھ ہر طرح کا تعاون کرنے والے تھے۔ نامساعد حالات میں بھی آپ نے کبھی کسی سے دست سوال دراز نہیں کیا۔ اپنا اور اہل و عیال کا گزارہ معمولی کاشت کی آمد سے کرتے رہے۔ اس حالت میں بھی غرباء اور مساکین کی امداد کرنے میں پیش پیش تھے۔

مرحوم نے اپنے پیچھے سوگوار بیوی کے علاوہ چار بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ قادیان سے والہانہ محبت کے پیش نظر آپ نے اپنی چاروں بیٹیوں کی شادیاں قادیان میں کیں۔ سارے بچے شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔ مرحوم تقریباً 15 سال سے قادیان میں مقیم تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ میری وفات قادیان میں ہی ہو۔

قارئین بدر سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے قرب میں جگہ دے اور آپکے درجات بلند فرمائے نیز جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(خاکسار فرید احمد کارکن وقف جدید قادیان)

بقیہ صفحہ: (12)

دہشت گردی سے سب لوگ تنگ آ چکے ہیں لیکن انسانیت کے ناطے معصوم عوام کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہئے۔ حکومت وقت کو چاہئے کہ وہ پوری تحقیق کے بعد کارروائی کیا کرے۔ کئی مظلوم بیچارے گولی کا نشانہ بنتے چلے آئے ہیں۔ یہی حال پاکستان کا ہے۔ وہاں بھی فرقہ واریت میں اب تک سینکڑوں معصوم لوگوں کو ان دہشت گردوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ ہماری دلی دعا ہے کہ مولیٰ کریم ہندو پاک کے تعلقات کو بہتر کرے اور دونوں کے رشتوں میں جو تلخی پیدا ہوئی ہے وہ دور ہو۔ آمین۔

حاصل مطالعہ اور ایک جائزہ

ازطرف: مکرم مولوی یوسف انور صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

دنیا کے تین اہم مسائل :
فلسطین ، افغانستان، کشمیر

سالہاسال سے یہ تین مسائل نقشۂ عالم پر بے چینی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ اور بین الاقوامی طور پر مختلف ادوار میں مختلف انداز سے ان پر گفت وشنید ہوتی رہی ہے لیکن 11 ستمبر تک دنیا کی سیاسی اور اقتصادی حالت کا جو نقشہ تھا وہ 11 ستمبر 2001 کے بعد اچانک بدل گیا اور ان حل طلب امور کو نئے انداز اور نئی حکمت عملی سے دیکھا جانے لگا۔ یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ اس وقت دنیا میں سب سے سپر پاور مملکت امریکہ ہے۔ چونکہ 11 ستمبر کا واقعہ اس کے اندرون ملک سے تعلق رکھتا تھا اس لئے وہ فوری حرکت میں آیا۔ اور اپنی طاقت کے بل بوتے پر اس واقعہ کو مد نظر رکھتے ہوئے دیگر کئی ممالک کو بھی اپنے ساتھ حمایت میں شامل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ مطلب یہ ہے کہ جب امریکہ کو خود اپنے ملک میں دہشت گردی کے شدید ترین واقعہ کا سامنا کرنا پڑا تو اس نے فوری طور پر اپنی عوام کے ساتھ ملکر اس کا نہ صرف بدلہ لینے کا عزم کیا بلکہ کسی حد تک بعض ثبوتوں کے پیش نظر اس ملک کو جہاں دہشت گرد پناہ لئے ہوئے تھے یا جہاں سے وہ یہ کام کرنے کا پلان بناتے تھے اپنا نشانہ بنا کر پوری پوری جنگی کاروائی کی اور ملک افغانستان جو کہ پہلے ہی رشیا کی بمباری سے تباہ حال تھا کئی علاقوں کو اس نے بمباری سے مٹی کا ڈھیر بنا دیا اور ہزاروں مکانوں کو تہس نہس کیا اور کئی سینکڑوں معصوم جانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ جہاں جہاں بھی امریکہ کو دہشت گردوں کے چھپنے کا اندیشہ تھا اس نے اس جگہ پر شدید ترین ہوائی بمباری کی اور کئی آبادیوں کو ویرانوں میں تبدیل کر دیا۔ امریکہ نے اس سلسلے میں پاکستان سے خاص طور سے تعاون لیا اور پاکستان نے اسے پورا پورا تعاون دے دیا۔ اس طرح طالبان کو افغانستان میں اپنے کردار کی سزا بھگتنی پڑی جس کے وہ حقدار تھے۔

افغانستان پر ایسے بم برسائے جسے دیکھ کر انسان لرز اٹھتا تھا۔ نقصان کا اندازہ تو دور بیٹھے لگانا مشکل ہے لیکن میڈیا کے مطابق عربوں کھربوں روپے کا نقصان ہوا ہے۔ تمام ہوائی اڈے اور کئی اہم عمارتیں پل راستے دفاتر نیز کئی اجناس کی گودام کو تباہ برباد کر دیا گیا۔ اب امریکہ کا کہنا ہے کہ وہ افغانستان کے بنانے میں بھرپور تعاون دے گا۔ چنانچہ جاپان میں ہونے والی کانفرنس میں کئی عرب ڈالر کا اعلان مختلف ممالک نے اس سلسلے میں کیا ہے کہ افغانستان کی تباہی کے پیش نظر ضروری ہے کہ اب اس کی ڈیولپمنٹ کیلئے اس قدر امداد دی جائے۔

کیا امریکہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوا ہے:

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ امریکہ نے اپنے کئی فوجوں کو تو گنوایا لیکن اگر اس کے اخراجات کو دیکھا جائے جو بمباری پر خرچ ہوا ہے تو وہ کئی سو عرب ڈالر تک پہنچتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے افغانستان میں دہشت گردی ختم ہو جائے گی۔ یہ سب سے بڑا اہم مسئلہ ہے ہماری دعا ہے کہ اب وہاں امن شانتی ہو۔ وہاں کے مسلمان آزادی کے ساتھ رہ سکیں۔ اور حقوق اللہ اور حقوق العباد بجا لا سکیں۔ آمین۔

مسئلہ فلسطین:

یہ بہت ہی اہم اور سنگین مسئلہ دنیا کو درپیش ہے لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ امریکہ کی دورخی پالیسی اب بھی جاری ہے۔ امریکہ اور اسرائیل کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ میں نے بغور میڈیا کے تجزیہ نگاروں اور اخبارات کا جائزہ لیا میری سمجھ میں یہی بات آئی کہ امریکہ کے مفادات اسرائیل کے وجود کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اور امریکہ کسی بھی ملک کو اسرائیل کے خلاف کسی قسم کی کاروائی کو دیکھنا ہرگز پسند نہیں کرتا ہے بلکہ وہ اس کو ہمیشہ تحفظ ہی دیتا رہا ہے۔ وقتی طور پر اور دنیا کو دکھانے کیلئے اپنے کسی مشیر کو گفت وشنید کیلئے فلسطین اور اسرائیل کے حکام کے ساتھ بھیج دیتا ہے۔ چند دن گفتگو کے بعد مسئلہ جوں کا توں نظر آتا ہے۔ 11 ستمبر کے بعد اس علاقے میں جو اندھادھند قتل و غارت ہوئی ہے اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ ایک طرف نہتے لوگ ہیں اور دوسری طرف ہتھیار بند فوج پورے ساز وسامان کے ساتھ ہوائی طاقت بھی ساتھ ہے فلسطین کے معصوم عوام پر آئے دن قہر ڈھا رہی ہے یہاں تک کہ سینکڑوں عمارتوں کو مسمار کر دیا گیا ہے۔ کئی اہم دفاتر خاکستر کر دئے ہیں اور ٹی وی ٹاور اور ریڈیو سٹیشنوں کی بلڈنگ کو بھی نشانہ بنایا گیا ہے۔ اور کئی علاقوں کا محاصرہ کیا گیا ہے۔ متعدد افراد کو گرفتار بھی کیا گیا۔ آئے دن فلسطین کے لوگ اسرائیل کے ظلم و بربریت کے خلاف احتجاجی جلوس نکالتے ہیں اور جو لوگ اپنے وطن کی حفاظت میں جان دیتے ہیں ان کے جنازہ میں ہزاروں لوگ شمولیت کرتے ہیں۔ لیکن دنیا کی آنکھیں بند پڑی نظر آتی ہیں۔ امریکہ باوجود اس کے کہ اسے ساری کاروائی کا علم ہے ٹس سے مس نہیں ہوتا ہے۔ آخر فلسطین والوں نے کیا گناہ کیا ہے کیوں انہیں قربانی کا بکرا بنایا جا رہا ہے کیوں یو۔ این۔ او والے خاموش ہیں اور انصاف پسند اقوام کو کیا ہو گیا ہے انسانیت کے ناطے ہی کم از کم اسرائیل کو ان حملوں سے روکا جانا چاہئے۔ ایک طرف دنیا دہشت گردی کی مذمت کرتی ہے دوسری طرف اسرائیل فلسطینیوں کے ساتھ ظلم وزیادتی روا رکھے ہوئے ہے۔ اس پر کسی کی نظر نہیں جاتی۔ کئی ماہ سے متواتر اندھادھند فائرنگ کر کے فلسطینیوں کو موت کے گھاٹ اتارا جا رہا ہے۔

اگر ابھی بھی اس مسئلہ کا حل نہ نکال لیا گیا اور اسرائیل نے اپنی کاروائی بند نہ کی تو یقینی طور پر حالات بہت بگڑ سکتے ہیں اور قابو سے باہر ہو سکتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس علاقہ میں امن اور شانتی پیدا کرے اور فلسطین کے معصوم عوام آزادی کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں۔ آمین۔

مسئلہ کشمیر:

قریباً دسمبر کے بعد ہند پاک تعلقات میں کافی تلخی آئی ہے اور دونوں ممالک میں حالات بہت نازک موڑ میں پہنچ گئے ہیں۔ دونوں ممالک کے مبصرین اور تجزیہ نگاروں کے مختلف اوقات میں دئے گئے بیانات اور تبادلہ خیالات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جہاں تک عوام کا سوال ہے دونوں ممالک کے عوام امن چاہتے ہیں۔ اور صلح وباہمی دوستی کو حسب سابق بلکہ اس سے بھی بہتر بنانے کے حق میں ہیں۔ کیونکہ اس سے پہلے بھی کئی جنگیں دونوں ملکوں کے درمیان ہو چکی ہیں۔ جس سے سوائے تباہی اور بربادی کے انہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوا ہے۔ بلکہ سرحدوں کے قریب میں دونوں اطراف کے باشندے ہمیشہ جانی اور مالی نقصان اٹھاتے آئے ہیں۔ نیز دونوں ممالک کو جنگ کے بعد اقتصادی لحاظ سے بہت خسارہ ہوتا چلا آیا ہے۔ اسلئے بین الاقوامی دباؤ بھی شاید اس لئے بڑھ رہا ہے کہ آج تک جو جنگیں ہوئی ہیں دونوں ممالک سپر پاور یعنی ایٹمی طاقتیں نہیں تھیں۔ لیکن اب دونوں کے پاس اس کی صلاحیت موجود ہے لہذا اب کی بار اگر جنگ ہوگی تو اس سے بہت تباہی دونوں طرف ہو سکتی ہے۔ جو کہ انسانیت کیلئے بہت خطرناک ہے۔ ہزاروں لاکھوں معصوم جانوں کا ضیاع ہوگا۔ لہذا ہر انسان کی یہی خواہش ہے کہ جنگ کسی بھی صورت میں نہیں ہونی چاہئے۔ اور نہ ہی جنگ اس کا حل ہو سکتا ہے۔ جہاں تک دونوں ممالک کے لیڈروں کے سخت بیانات کا سوال ہے تو میڈیا اور دیگر ذرائع سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ دونوں طرف کے لوگ خاص کر سیاست دان اپنے مفاد کی خاطر تلخ قسم کے بیانات دیتے چلے آرہے ہیں کسی کو قوم کی اور عوام کی فکر نہیں ہے۔ کیونکہ زیادہ تر جنگوں میں غریب لوگ ہی مارے جاتے ہیں ہمارے سامنے بیوہ یتامیٰ وغیرہ کی مثالیں موجود ہیں۔ لہذا ہم دونوں ممالک کے اعلیٰ حکام سے یہی توقع رکھتے ہیں کہ وہ عقل وفہم سے کام لیتے ہوئے مصالحتی پالیسی کو اپنائیں گے اور تمام مسائل کو گفت و شنید کے ذریعہ حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس وقت جبکہ دونوں ممالک کی فوجیں سرحد پر ہر قسم کے حملہ کو پسپا کرنے کیلئے تیار کھڑی ہیں اور ملٹری کے افسران دھمکیاں بھی دے رہے ہیں ایسے میں باشعور عوام کا فرض بنتا ہے کہ وہ آگے آئیں اور اس اضطرابی کیفیت کو امن میں تبدیل کرنے کی کوشش کریں۔

جنرل پرویز مشرف کی 12 جنوری کی تقریر:

12 جنوری کو پاکستان کے جنرل پرویز مشرف صاحب نے جو تقریر کی اس کا انتظار دنیا میں بڑی بے صبری سے کیا جا رہا تھا۔ پرویز مشرف صاحب نے اپنی تقریر میں بہت سارے اقدامات کا ذکر کیا۔ وہ اپنے قول پر کہاں تک کھرے اتر سکتے ہیں یہ وقت بتائے گا لیکن تقریر ان کی امید سے بھی بڑھ کر تھی خاص طور پر انہوں نے اندرونی مسائل کو یعنی خلفشار کو دور کرنے کیلئے فوری طور پر اہم اقدامات کئے۔ دہشت گردوں کی تنظیموں پر پابندی عائد کر دی اور کسی حد تک ان کے ورکروں کو گرفتار بھی کیا اور سینکڑوں دفاتر کو سیل بھی کر دیا۔ نیز ان کے بنک کھاتے بھی سیل کر دیے۔ مدارس میں بھی تبدیلی کا اشارہ دیا نیز آئندہ ہونے والے الیکشن کو مخلوط طور پر منعقد کرنے کا بھی بعد میں اعلان کیا۔ سب باتیں تو قابل تعریف ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ بعض ملاؤں کا جو جہادی گروپوں کے معاون و مددگار ہیں کا سامنا بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر ان جنرل صاحب کی نیت صاف ہوگی تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو سکتے ہیں

امریکہ اس وقت پوری کوشش میں ہے کہ کسی طرح سے جنگ ٹل جائے اور فوجیں قیام امن کی پوزیشنوں میں چلی جائیں۔ عام عوام کی رائے سے بخوبی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں ممالک کے امن پسند شہری امن کو ترجیح دیتے ہیں۔ تجزیہ نگاروں کا یہ بھی کہنا ہے کہ اس وقت چونکہ بھارت میں الیکشن ہونے جا رہا ہے اس لئے بھی دونوں طرف کے بیانات آئے دن بدلتے رہتے ہیں۔ اور یوں بھی سیاست میں اس قسم کا طرز عمل ہمیشہ سے جاری ہے۔ کشمیر کے مسئلہ کو دونوں ممالک تسلیم کر لیتے ہیں کہ یہ ایک مسئلہ ہے لیکن اس کو کیسے اور کس رنگ میں حل کیا جانا چاہئے اس کیلئے ابھی کوئی خاص ان کے پاس حل نہیں ہے۔ بہتر یہی ہے کہ دونوں ممالک کے لیڈر آپسی گفتگو کے ذریعہ حل کرنے کی کوشش کریں اور تبادلہ خیالات جاری رکھیں۔ اب معصوم عوام بھی تنگ آچکی ہے۔ اب تک ہزاروں لوگ قتل کئے جا چکے ہیں۔ خواہ دہشت گردوں کی زد میں آئے ہوں یا ملٹری کی فائرنگ کی زد میں۔ یوں تو سارے ہندوستان میں اس وقت افراتفری کا عالم ہے۔ روز کسی نہ کسی شہر یا گاؤں میں کوئی نہ کوئی سانحہ ہوتا ہے لیکن کشمیری عوام پچھلے 12 سال سے جن حالات سے گزر رہے ہیں وہ بیان سے باہر ہیں۔ کشمیری لوگ دونوں صورتوں میں بندوق کے شکار ہوئے ہیں۔ اگر دہشت گرد رات کو کسی کے پاس کھانا مانگنے آئے تو پناہ نہ دینے اور کھانا نہ دینے پر انہیں نشانہ بنایا گیا اور اگر پناہ دی گئی یا کھانا دیا گیا تو مخبری ہونے پر فورسز نے ان گھر والوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔ اس قسم کی سینکڑوں مثالیں کشمیر میں موجود ہیں۔ اب کشمیر کے لوگ کریں بھی تو کیا کریں۔ یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ

باقی صفحہ (11) پر ملاحظہ فرمائیں

ہٹلر کا AUSCHWITZ CAMP

یا

موت کی فیکٹری

پانچ سالوں کا لمبا عرصہ نازی جرمنوں کی گھناؤنی اور ظلموں کی داستان AUSCHWITZ CAMP ہے یہ پولینڈ کے شہر OSWIECIM میں 1940ء میں پولش سیاسی قیدیوں کے لئے قائم کیا گیا تھا۔ وارسا سے قریباً 310 کلومیٹر اور KRAKOW سے قریباً 75/80 کلومیٹر دور یہ قصبہ واقع ہے دراصل یہ کیمپ پولش سیاسی قیدیوں کو اذیت پہنچانے اور سزائے موت کے لئے قائم کیا گیا تھا۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نازی جرمنوں نے مختلف لوگوں کو سارے یورپ سے اس کیمپ میں اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ جن میں سے اکثریت یہودیوں کی تھی علاوہ ازیں مختلف ممالک کے شہری، جنمیں سے رشین جنگی قیدی، جپسی، چیکوسلاویکنز یوگوسلاوئین فرانسیسین آسٹرین جرمن اور دوسرے مختلف شہری اس کیمپ میں قیدی تھے پولش سیاسی قیدیوں کو اس کیمپ کے خاتمہ تک یہاں لایا جاتا رہا۔

1939ء میں جب پولش فوجوں نے جرمنی نازیوں کے پولینڈ پر قبضہ کرنے کی کوشش کی تو اس وقت اس شہر کا نام OSWIECIM سے AUSCHWITZ رکھا گیا۔ 1939ء کے آخر میں جرمن نازیوں کے S.S اور پولیس ہیڈ کوارٹر پولینڈ کے شہر WAOCAW میں تھے اور اسی وقت سے اس قسم کے کیمپوں کی تعمیر کا فیصلہ کر لیا گیا تھا۔ اور اس کی وجہ یہ بیان کی گئی کہ SILESIA شہر میں جو قیدیوں کو رکھنے کی جگہ تھی وہ ناکافی تھی اور مستقبل میں مزید بنائے جانے والے قیدیوں کے لئے اس قسم کے کیمپوں کی سخت ضرورت تھی۔

کئی سپیشل کمیٹیاں ان کیمپوں کی تعمیر کے لئے مقرر کی گئیں جنکا کام تھا کہ وہ اس قسم کے کیمپوں کے لئے مناسب جگہ کی تلاش کریں۔ فیصلہ کیا گیا کہ OSWIECIM جہاں جنگ سے قبل پولش فوجی چھاؤنی تھی وہاں ان کیمپوں کو قائم کیا جائے، کیونکہ اس وقت یہ چھاؤنی بیکار پڑی تھی اور شہر کی حدود سے دور ہٹ کر تھی اسلئے باقی آبادی سے اس کو الگ تھلگ وسعت دی جاسکتی تھی۔

دوسری اہم وجہ اس جگہ کو منتخب کرنے کی یہ بھی تھی کہ OSWIECIM شہر کا ریلوے سٹیشن بہت اہم روٹ پر واقع ہے اور بہت اہم ریلوے جنکشن ہے جہاں ہر طرف آسانی سے پہنچا جا سکتا ہے اپریل 1940ء میں اس کیمپ کا آغاز کیا گیا اور جرمن نازی RUDOLF HOSS! اس کیمپ کا پہلا کمانڈر مقرر کیا گیا 14 جون 1940ء کو گستاپو نے AUSWITZ کیمپ میں 728 پولش قیدیوں کو TARNOIN شہر سے منتقل کیا۔ بنیادی طور پر اس کیمپ کی 20 عمارتیں ہیں 14 عمارتیں پہلی منزل پر ہیں اور چھ دوسری منزل پر ہیں 1941ء اور 1942ء کے دوران ہر ایک بلڈنگ پر ایک منزل اور تعمیر کی گئی۔ علاوہ ازیں آٹھ نئے بلاک تعمیر کئے گئے۔ اور تمام قیدیوں سے مزدوری کا کام لیا جاتا تھا۔ اس وقت کیمپ میں 28 ایک منزلہ عمارتیں ہیں کچن اور سٹورز ان کے علاوہ ہیں اس کیمپ میں قیدیوں کی تعداد 13 سے 16 ہزار تک ایک وقت میں ہوتی تھی۔ اور 1942ء کے دوران اس کیمپ میں 20 ہزار قیدیوں کو رکھا گیا۔ اور اس وقت چونکہ تعداد بہت زیادہ ہو گئی تھی اس لئے بلڈنگ میں تہہ خانوں اور چھتوں کے درمیان جو تنگ جگہ ہوتی ہے وہاں بھی قیدیوں کو رکھا گیا۔ جوں جوں قیدیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا تو ان بلڈنگز کی تعمیر میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ اور یہ ایک بہت ڈراؤنی موت کی فیکٹری کا سماں پیش کرنے لگا۔ 1941ء میں AUSCWITZ کیمپ سے تین کلومیٹر دور ایک دوسرا کیمپ BIRKENAU میں تعمیر کیا گیا اسکو AUSWITZ 2 کا نام دیا گیا یہ قریبی گاؤں BRZEZINKA میں قائم کیا گیا اور 1942ء میں AUSWITZ 3 کیمپ قریبی گاؤں MONOWICE میں قائم کیا گیا۔ اور ایک کیمپ جرمن کیمیکل پلانٹ IG-FARBEM INDUSTRIE کی حدود میں قائم کیا گیا۔ 1942ء اور 1944ء کے دوران کیمپ AUSWITZ کی چالیس کی تعداد میں مختلف برانچیں قائم کی گئیں اور یہ تمام برانچیں AUSWITZ 3 کی زیر نگرانی کام کرتی تھیں اور یہاں کے تمام قیدیوں سے سٹیل فیکٹری MINES اور دیگر فیکٹریوں میں سستی مزدوری کے طور پر کام کرایا جاتا تھا۔ AUSWITZ اور BIRKENAU دونوں کیمپ اس وقت عوام کے لئے میوزیم کے طور پر کھولے گئے ہیں۔ BIRKENAU کیمپ میں اس وقت جو چیزیں دیکھنے والی ہیں ان میں 4 عدد مُردوں کو جلانے والی بھٹیاں ہیں اور گیس چیمبرز ہیں جہاں لوگوں کو زہریلی گیس CYCLON دے کر مارا جاتا تھا۔ اسی طرح وہ ریلوے پلیٹ فارم جہاں مختلف اطراف سے ٹرینوں میں قیدیوں کو بھر کر لایا جاتا تھا ابھی تک موجود ہیں۔ اور اسی طرح انسانی جسموں کو جلانے کے بعد انکی ہڈیاں اور راکھ کے ڈھیر بھی موجود ہیں۔ AUSWITZ کیمپ کے اندر ابھی تک موت کی دیوار بھی اسی طرح محفوظ ہے، جہاں لوگوں کو ننگا کھڑا کر کے گولی ماردی جاتی تھی کیمپ میں داخل ہونے کا مین گیٹ جس پر لکھا ہوا ہے ARBIET MACHT FREI (کام کرنے سے آزادی ملے گی) ابھی تک محفوظ ہے۔ اور قیدیوں پر پہرہ دینے والوں کے اسپیشل لکڑی کے ٹاور ابھی تک موجود ہیں۔ علاوہ ازیں بجلی کی تاروں پر مشتمل سارے کیمپ کے اردگرد جال بہت دہشت ناک منظر پیش کرتا ہے۔

نازیوں نے اپنے ظلموں کے ان نشانات میں سے بعض کو ختم کر دیا تھا، لیکن بالکل اسی طرح انکو دوبارہ تعمیر کر دیا گیا ہے مثلاً مُردوں کو جلانے والی بھٹیوں کو دوبارہ اسی طرح تعمیر کیا گیا ہے، جیسے اصل حالت میں تھیں۔

SS فوجیوں نے اپنے گھناؤنے ظلموں کو مٹانے کے لئے بعض چیزیں ختم کر دی تھیں، لیکن ان تمام چیزوں کو اصل حالت میں دوبارہ بنا دیا گیا ہے، اور جہاں یہ اصل میں واقع تھیں انہی مقامات پر انکو رکھ دیا گیا ہے۔ ان میں سے خاص طور پر موت کی دیوار اور وہ خاص جگہ جہاں قیدیوں کی حاضری لگائی جاتی تھی محفوظ کر لی گئی ہیں۔

AUSWITZ کیمپ کے مین گیٹ پر جہاں سے روزانہ ہزاروں قیدی گزر کر جاتے تھے اور بارہ گھنٹے یا زیادہ وقت کام کرتے تھے ان کو آتے جاتے یہ سائن بورڈ نظر آتا تھا جس پر لکھا ہوا ہے WORK BRINGS FREEDOM کیمپ میں کچن کے ساتھ ایک چوک میں فوجی بینڈ کی دھنیں بجائی جاتی تھیں، جس سے ہزاروں قیدیوں میں جوش، ولولہ پیدا کیا جاتا تھا۔ جہاں لوگوں کو قید کیا جاتا تھا، اور اس کیمپ، کے درمیان 2400 کلومیٹر کا فاصلہ تھا۔ یعنی بہت دور دراز سے قیدیوں کو ٹرینوں، بلکہ مال گاڑیوں میں مویشیوں کی طرح بھر بھر کر لایا جاتا تھا اور ویگنز کو باہر سے مقفل کر دیا جاتا تھا۔ اور اس سفر کے دوران کوئی کھانا پینا نہیں دیا جاتا تھا۔ اور سات سے دس دنوں کا طویل سفر کر کے قیدی یہاں پہنچتے تھے۔ اور جونہی ان ٹرینوں کے دروازوں کو کھولا جاتا تھا تو خاص طور پر بوڑھے اور بچے لا تعداد میں مرے ہوئے ہوتے تھے۔ اور جو زندہ ہوتے تھے ان کی حالت بھی ناگفتہ بہ ہوتی تھی۔

یہ ٹرینیں AUSZWITZ اسٹیشن کے مال والے حصے میں لائی جاتی تھیں۔ اور وہاں لوگوں کو باہر نکالا جاتا تھا۔ 1944ء میں BERKENAU میں ایک نیا پلیٹ فارم تعمیر کیا گیا۔ اس پلیٹ فارم پر SS کے فوجی افسر اور ڈاکٹرز نئے آنے والوں کا معائنہ کرتے تھے۔ اور جو کام کرنے کے قابل ہوتے تھے ان کو سیدھا کیمپوں میں بھجوا دیا جاتا تھا اور وہ لوگ جو معذور یا بیمار ہوتے تھے انکو سیدھے GAS CHAMBER میں بھجوا دیا جاتا تھا جہاں انکو فوری طور پر مار دیا جاتا تھا۔

RUDOLF HOSS جو اس کیمپ کا کمانڈر تھا اس کے مطابق 70 سے 75 فیصد لوگ اس طرح مروائے گئے۔ بلاک نمبر چار کے کمرہ نمبر تین میں 200 افراد کی تصاویر لگی ہوئی ہیں جو 1944ء میں اتاری گئیں جو SS فوجیوں نے ہنگری سے آنے والے یہودیوں کو سزائے موت دیتے وقت اتاری تھیں۔

1942ء میں یوروپین یہودیوں کے قتل کا سب سے بڑا کیمپ AUSZWITZ تھا جس میں ہزاروں یہودیوں کو گیس چیمبر میں ہلاک کیا گیا۔ اور ان کی کسی قسم کی رجسٹریشن وغیرہ نہیں کی گئی۔ اس لئے مرنے والوں کی اصل تعداد بتانا بہت مشکل ہے۔ مختلف تاریخ دانوں نے مختلف اندازے لگائے ہیں اور مختلف تعداد بیان کی ہے۔ اکثریت کا خیال ہے 15 لاکھ افراد کو یہاں سزائے موت دی گئی ہے۔ اصل حقیقت کیا ہے اس بارہ میں ابھی تک تحقیق جاری ہے۔

1941 میں SS REICHS FUHRER HEINRICH HIMMLER نے اس کیمپ کو یہودیوں کے خاتمے کیلئے بہت موزوں کیمپ قرار دیا اور بتایا کہ اس سے زیادہ موزوں جگہ اور نہیں ہو سکتی جہاں الگ تھلگ اس گھناؤنے کھیل کو کھیلا جا سکتا۔ 1942 کے موسم بہار میں مختلف لوگوں کو مختلف ملکوں جن میں سلاویکیہ، فرانس، بلجیم، اور ہالینڈ شامل ہیں یہاں منتقل کرنا شروع کر دیا۔ اس طرح موسم خزاں میں جرمنی، ناروے لتھوانیہ اور دوسرے ایسٹرن ممالک سے لوگوں کو قیدی بنا کر یہاں لایا گیا۔ رشین جنگی قیدیوں کو بھی 12000 کی تعداد میں اس کیمپ میں لایا گیا۔ پہلے پانچ ماہ کے دوران ان میں سے 8320 قیدی ہلاک ہو گئے۔ ان میں اکثر کو گیس سے ہلاک کیا گیا۔ یا پھر گولیوں کا نشانہ بنایا گیا۔ ان جرائم پر مشتمل ایک کتاب جس میں سب بلائیں درج ہیں اس کیمپ کے میوزیم میں محفوظ ہے۔ AUSCHWITZ کیمپ میں بھی 21000 GYBSIES کو ہلاک کیا گیا۔

یہودیوں اور دوسرے قیدیوں کی اکثریت جن میں یونان اور ہنگری کے قیدی شامل تھے، کو یہ دھوکہ دیکر یہاں لایا گیا کہ ان کو بہترین کام مہیا کیا جائے گا۔ ایسی زمین یا کاروبار جس کا نام ونشان بھی نہیں تھا کا جھانسہ دے کر یہاں لایا گیا۔ اور اس وجہ سے تمام آنے والے قیدی اپنا قیمتی اثاثہ جیسے زیورات، نقدی وغیرہ ساتھ لاتے رہے جنکو آتے ہی ان سے چھین لیا جاتا تھا۔

کیمپ میں صحت مند اور بیمار قیدیوں کی چھانٹ کرنے کے بعد بیمار اور لاغر قیدیوں کو یہ دھوکہ دیا جاتا کہ انکو غسل دیا جائے گا، اس لئے وہ اپنے کپڑے اتار دیں۔ پھر انکو تہہ خانوں میں ایسے کمروں میں جو باتھ روم لگتے تھے داخل کر دیا جاتا تھا ان تہہ خانوں کی چھتوں پر نہانے کی ٹونٹیاں تو ہوتی تھیں مگر ان میں پانی کبھی نہیں آتا تھا۔ ان کمروں کا حجم 210 مربع میٹر ہوتا تھا۔ یہاں ایک وقت میں 2000 لوگوں کو ہلاک کیا جا سکتا تھا۔ جب ان کمروں کے دروازوں کو باہر سے مقفل کر دیا جاتا تھا تو اس کے بعد SS کے لوگ ان کی چھتوں پر اسپیشل سوراخوں سے CYCLON B گیس انڈھیل دیتے تھے گیس اندر ڈالنے کے پندرہ سے بیس منٹ کے اندر اندر لوگ ختم ہو جاتے تھے۔

اس کے بعد ان لاشوں سے سونے کے دانت، سونے کی انگوٹھیاں، کانوں کی بالیاں اور سر کے بال بھی اتار لیا کرتے تھے۔ ان بالوں سے جرمنی میں قائم کردہ فیکٹری میں گرم شالیں بنائی جاتی تھیں۔ جس کا نمونہ میوزیم میں رکھا گیا ہے۔ جب کیمپ کو 1945 میں رشئین فوجوں کے ذریعہ آزاد کروایا گیا تو اس وقت ہزاروں جوتوں کے جوڑے، عینکیں، کپڑے، برتن، سوٹ کیس جن پر مالک کا نام اور کس شہر سے آیا تھا لکھے ہوئے ہیں یہ ساری چیزیں اس میوزیم میں بڑے بڑے کمروں میں بھری پڑی ہیں۔ اسطرح یہودیوں کی عبادت کرنے والے کپڑے بھی موجود ہیں۔

کیمپ میں آنے والے ہر قیدی کے آتے ہی اس کے بال کاٹ لئے جاتے تھے۔ اور ہر قیدی کو ایک نمبر دیا جاتا تھا۔ 1942 کے آخر تک ہر ایک قیدی کے تین مختلف انداز سے فوٹو لئے جاتے تھے۔ 1943 میں ہر ایک قیدی کی بازو پر گدوا دیا جانے لگا۔ ہر ایک قیدی کو کپڑوں کے ساتھ اسپیشل **نشان الاٹ** کیا جاتا تھا۔ سیاسی قیدیوں کو ایک تکونہ سرخ رنگ کا نشان دیا جاتا تھا۔ جبکہ یہودیوں کو پیلے رنگ کا ایک ستارہ کا نشان الاٹ ہوتا تھا۔ GYPSIE کو کالے رنگ کا تکون نشان دیا جاتا تھا۔ اور ہٹلر کی طرف سے اسپیشل سزا یافتہ لوگوں کو نیلے رنگ کا نشان دیا جاتا تھا HETROSEXUAL لوگوں کو گلابی رنگ اور خطرناک مجرموں کو سبز رنگ کا نشان دیا جاتا تھا۔ پہننے کیلئے کپڑے لکیر دار کاٹن کے ہوتے تھے۔ جن سے سردی کے بچاؤ کا بالکل انتظام نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ نیلے اور سفید لکیروں والے کپڑے تھے۔ جانگیہ وغیرہ کئی ہفتوں یا مہینوں کے بعد تبدیل کرنے کی اجازت ہوتی تھی۔ قیدیوں کو اپنے کپڑے دھونے کی اجازت نہیں تھی۔ ان وجوہات کی بناء پر قیدیوں میں طرح طرح کی خطرناک بیماریاں پھیل جاتی تھیں۔ صبح کو قیدیوں کی حاضری کے وقت ہر ایک کو سوپ کا ایک پیالہ ملتا تھا۔ اسکے بعد شام تک کھانے کو کچھ نہیں ملتا تھا۔ قیدیوں سے زیادہ عرصہ کام کیمپ میں نئی تعمیر ہونے والی بلڈنگ کی جگہ کا ہموار کرنا، سڑکوں کی تعمیر، سیورج سسٹم کی تعمیر، کے سلسلہ میں لیا جاتا تھا۔ اتنا سخت کام لینے کے باوجود SS کے فوجی اگر کسی قیدی کو سست رفتار سے چلتا دیکھتے تو اسکو کدالوں اور ڈنڈوں سے مار مار کر ختم کر دیتے۔ اور شام کو واپس آنے والے قیدی اپنے ساتھیوں کی لاشوں کو ریڑیوں میں لاد کر اپنے ساتھ لاتے۔ روزانہ کا جو راشن ایک قیدی کو ملتا تھا اس میں 1300 سے 1700 کیلوریز ہوتی تھیں۔ ناشتہ کے طور پر 1/2 لیٹر کافی اور شام کے کھانے میں ایک لٹر سوپ بغیر گوشت کے دیا جاتا تھا، جو اکثر گلی سڑی سبزیوں سے تیار کیا جاتا تھا۔ رات کا کھانا کالے رنگ کی بریڈ جو 300 سے 500 گرام کی ہوتی تھی، اور ایک اونس مارگرین، 20 گرام گوشت کا ٹکڑا، اور کچھ چائے یا کافی دی جاتی تھی۔ کیمپ کو جب ریڈ آرمی نے آزاد کروایا تو اس وقت کے مردوں اور عورتوں کے فوٹو لگے ہوئے ہیں، جن کا وزن مناسب خوراک نہ ملنے کی وجہ سے 23 سے 30 کلو تک کمزور لگا تھا۔

کیمپ میں بچوں سے بڑوں جیسا سلوک کیا جاتا تھا

ان بچوں میں سے بڑی تعداد یہودیوں، GYPSIES پولش اور رشئین بچوں کی تھی۔ ان میں اکثریت کے کیمپ میں پہنچتے ہی GAS CHAMBER کے ذریعہ ہلاکت ہو گئی۔ جو بچ گئے ان سے بھی بڑوں جیسا سلوک کیا گیا۔ مثلاً اگر جڑواں بچے ہوتے تو ان پر مختلف قسم کے تجربات کئے جاتے، پھر بچوں سے بھی سخت کام لیا جاتا۔ بچوں کے کیمپ میں رجسٹریشن سیاسی قیدیوں کے ذیل میں کی جاتی تھی۔ کیمپ کی آزادی کے وقت جو بچے زندہ تھے ان کی فوٹوز یہاں موجود ہیں۔

قیدیوں کے سونے کے انتظامات بھی بہت تکلیف دہ تھے۔ شروع میں جب یہاں قیدی لائے گئے تو ان کو یہاں فرش پر پرالی ڈال کر سلایا گیا، بعد میں پرالی سے تیار کردہ گدے مہیا کئے گئے۔ بڑے کمرے جس میں زیادہ سے زیادہ 40 سے 50 آدمیوں کو سلایا جا سکتا ہے وہاں 200 آدمیوں کو رکھا جاتا تھا۔ کمروں میں تین منزلہ بیڈ لگائے گئے تھے جن میں ہر ایک پر دو قیدی سوتے تھے۔ کمبل پھٹے پرانے اور گندے اوڑھنے کیلئے دیے جاتے تھے۔ جس قیدی کو اکیلے سونے کی جگہ مل جاتی وہ اپنی عیاشی پر پھولا نہ سماتا۔ دوسرے کیمپس کی طرح AUSCHWITZ کیمپ میں بھی SS تنظیم کے ڈاکٹر مختلف گھناؤنے تجربات قیدیوں پر کرتے رہتے تھے۔ مثلاً ڈاکٹر C-CLAUBER یہودی عورتوں کے ختنوں کے تجربات کرتا تھا۔ جو کیمپ کے بلاک نمبر دس میں کئے جاتے تھے۔ اسی طرح ڈاکٹر جوزف مینگلے جڑواں بچوں پر تجربات کیا کرتا تھا۔ اور اسی طرح معذور لوگوں پر بہت ظالمانہ تجربات کئے جاتے تھے۔ اور اس طرح سے مختلف تیار کردہ ادویات کے تجربات ان قیدیوں پر کئے جاتے تھے۔ قیدیوں کی جلدوں میں زہریلے مواد مساج کے ذریعہ داخل کر دئے جاتے تھے۔ اور پھر ان سے مختلف تجرباتی آپریشن کئے جاتے تھے۔ سینکڑوں عورتیں اور مرد ان تجربات کے دوران ہلاک ہوئے۔ اور جو ان تجربات سے زندہ بچے ان کی صحتیں بھی بری طرح متاثر ہوئیں۔

BLOCK NO:10 DEATH BLOCK

یہ بلاک جیل کے اندر ایک اور جیل تھی اور باقی تمام کیمپ سے الگ تھلگ تھا۔ پہلی منزل اور تہہ خانے اپنی اصلی حالت میں محفوظ رکھے گئے ہیں۔ بلاک نمبر ۱۰ اور بلاک نمبر ۱۱ کے درمیان دونوں اطراف اونچی دیواریں ہیں۔ اور بلاک نمبر دس کی کھڑکیاں جو اس طرف کھلتی تھیں ان پر لکڑی کے تختے اس طرح لگائے گئے ہیں کہ اندر جو کچھ ہو رہا ہے وہ باہر سے نظر نہ آ سکے۔ بلاک نمبر ۱۰ اور بلاک نمبر ۱۱ کے درمیان DEATH WALL ابھی تک موجود ہے۔ جسکے سامنے ہزاروں قیدیوں کو SS کے فوجیوں نے گولیاں مار کر ہلاک کیا، جن میں سے اکثریت پولش لوگوں کی تھی۔ اس طرح اس میدان میں پھانسی دینے کیلئے اسپیشل جگہ ابھی تک محفوظ ہے۔ بلاک نمبر 11 کے اندر داخل ہوتے ہی دائیں طرف پہلا کمرہ SS کے آفیسر کا آفس تھا اور باقی دونوں طرف کے کمروں میں قیدی اپنے فیصلہ کا انتظار کرتے تھے۔ جو گسٹاپو پولیس آفیسر کی طرف سے اس جگہ سنائی جاتی تھی۔ گسٹاپو آفیسر KATOWICE سے سفر کر کے آتا تھا اور یہ عدالتی کاروائی دو سے تین گھنٹے میں ہوتی تھی۔ اس دوران بعض دفعہ درجنوں اور بعض دفعہ سینکڑوں کو موت کی سزا کا حکم ہوتا تھا۔ فیصلہ کے بعد ان قیدیوں کو موت کی دیوار کے پاس لایا جاتا تھا۔ گولی چلانے سے قبل ہر ایک کے کپڑے اتروا دئے جاتے تھے۔ اور یہ کام اس بلاک کے درمیان میں واقع دو باتھ رومز میں کیا جاتا تھا۔ اس بلاک کے آخری کمرے میں ایک پولش آرٹسٹ WIADYSLAW SIWEK تھا۔ اس نے ان نظاروں پر مشتمل پینٹنگز تیار کی تھیں۔ جو ابھی تک موجود ہیں۔ ہٹلر کے سپاہیوں کی طرف سے کیمپ کے قیدیوں کو سیب چوری کرنے پر بھی موت کی سزا سنائی جاتی تھی۔ یا اگر کام کرنے کے وقت آرام کرتا ہوا پایا گیا، یا اپنے ذاتی سونے کے دانتوں کے عوض کسی سے کھانے کیلئے بریڈ کا سودا کرتے ہوئے پایا جاتا تو بھی موت کی سزا ہوتی تھی۔ یا SS کے فوجیوں کی نظر میں وہ بہت سستی سے کام کرتا ہوا پایا جائے تو موت کی سزا ہوتی تھی۔

بلاک نمبر 11 کے تہہ خانوں میں ایسے لوگوں کو رکھا جاتا جن پر الزام ہوتا تھا کہ یہ دوسرے قیدیوں سے رابطہ قائم کر رہے تھے یا ایک دوسرے کو بھاگنے میں مدد کرتے تھے، یا جس پر SS کی طرف سے الزام لگایا جاتا تھا کہ کیمپ کی قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پائے گئے ہیں ایسے قیدیوں کو تہہ خانہ کے کمرہ نمبر 18 میں بھوکا رکھ کر ہلاک کیا جاتا تھا۔

1941ء میں کیمپ کے افسران نے ایک پولش راہب MAXI MILIAN KOLBE کو اس تہہ خانہ میں اس جرم کی وجہ سے رکھا کہ اس نے اپنے ساتھی کی مدد کی تھی۔ اور یہاں ہی اسکی وفات ہوئی۔ سیل نمبر 20 میں موت کی سزا دم گھٹنے سے دی جاتی تھی۔ یہ مکمل طور پر بند ہے نہ ہوا اور نہ روشنی اس میں داخل ہوتی ہے۔ اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔

سیل نمبر 22 میں چار مربع شکل تین 90×90 سینٹی میٹر کے چھوٹے چھوٹے کمرے ہیں جن میں ہر کمرے میں ایک وقت میں چار قیدیوں کو کھڑا کر دیا جاتا تھا۔ اور وہ تکلیف اٹھا اٹھا کر خود ہی مر جاتے تھے۔ باوجود اس قسم کی سختیوں اور پہرا کے پولش قیدیوں نے باہر سے کھانے پینے کی اشیاء اور ادویات سمگل کرنے میں کامیابی حاصل کر لی۔ پولش قیدیوں اور باہر موجود تنظیموں کے درمیان اسپیشل کوڈ میں بات چیت یا خط و کتابت ہوتی تھی۔ علاوہ ازیں باوجود ان تمام مشکلات کے کیمپ کے اندر مختلف میٹنگز، نیشنل شاعری کی مجالس اور عبادت کر لی جاتی تھی۔ 19 جولائی 1943ء کو کیمپ میں بارہ پولش قیدیوں کو پھانسی دی گئی۔ جن پر الزام تھا کہ کیمپ سے باہر سویلین سے رابطہ قائم کیا تھا، دوسرا الزام یہ تھا کہ انہوں نے اپنے تین ساتھیوں کو بھاگنے میں مدد کی تھی۔

مزدوروں کو جلانے کی جگہ CREMIOTORIK کیمپ کی چار دیواری سے باہر ہے، اور اس کے ساتھ ہی وہ تاریخی پھانسی دینے کی جگہ موجود ہے جس جگہ اس کیمپ کے نازی جرمن کمانڈر RUDLF HOSS کو 16 اپریل 1947ء کو پھانسی کی سزا دی گئی۔

اس جلانے کی جگہ میں روزانہ 350 لاشوں کو جلایا جاتا تھا، اور ہر دفعہ ایک وقت میں دو سے تین لاشیں رکھی جاتی تھیں۔ یہ جلانے کی بھٹیاں جرمنی کی ایک فرم TOPF UND SOHNE ERFURT نے تیار کی تھیں۔ اس کمپنی نے 1942-43ء میں BIRKENAU میں بھی اس قسم کی چار بھٹیاں سپلائی کی تھیں۔ اس کمپنی کا نام ابھی تک وہاں موجود میٹریل پر کندہ نظر آتا ہے۔ 1940ء سے 1943ء تک یہ بھٹیاں کام کرتی رہیں۔ OVEN کو میوزیم والوں نے بعد میں اصل جرمنی میٹریل سے دوبارہ تیار کیا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ موت کا کیمپ دیکھنے کے بعد انسان یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ انسان دوسرے انسان پر اس قسم کے ظلم بھی کر سکتا ہے، کہ انسانیت جانوروں سے بھی بدتر نظر آنے لگتی ہے۔ یہ میوزیم عوام کیلئے مفت کھلا ہوتا ہے۔

دعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
کلکتہ

BANI ®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072

☏ : SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236- 2096, 236 -4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

50,000 احمدیوں کے ایک اجتماع میں انتہاپسندی اور تشدد کی سخت مذمت کی گئی

قادیان (گورداسپور، نومبر ۱۰) : احمدیوں کے 110 دیں سالانہ اجتماع میں معصوم لوگوں کے خلاف ہرقسم کی دہشت گردی اور تشدد کی سخت مذمت کی گئی۔ احمدی جماعت کے تقریباً 50,000 افراد نے اس جلسہ میں شرکت کی۔ امریکہ پر 11 ستمبر کو ہوئے انتہاپسندانہ حملہ کے بعد یہ پہلا ایسا اجتماع تھا جسمیں اتنی تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی۔ یہ جلسہ پنجاب کے ایک دور دراز سرحدی علاقہ قادیان میں منعقد ہوا جوکہ جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد کی جائے پیدائش ہے۔ جماعت احمدیہ کے بڑے بڑے علماء نے اس سالانہ جلسہ میں اسلامی دنیا پر آئے اس بحران اور اسی طرح واشنگٹن اور نیویارک پر ہوئے حملوں کا حوالہ دیتے ہوئے جلسہ میں آئے افراد کو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے اور امن ومحبت کا پیغام ساری دنیا میں پہنچانے کی تلقین کی۔ یہاں یہ امر دلچسپی کا باعث ہے کہ احمدی مسلمان جنگ سے تباہ شدہ افغانستان کے ساتھ ایک خاص مگر ناخوشگوار تعلق رکھتے ہیں۔ تقریباً سو سال پہلے اپنے ایک محبوب مرید کو سزائے موت دیئے جانے پر حضرت مرزا غلام احمد نے سخت افسوس کے ساتھ افغانستان کے بارے میں ان الفاظ میں یہ پیشگوئی کی تھی: ”اس ملک کو کبھی امن نصیب نہیں ہوگا۔“

آج ماضی کی ان تمام تلخیوں کو بھلا کر جلسہ میں شریک ہر احمدی مسلمان نے افغانستان میں کٹر پنتھی طالبان حکومت اور لگاتار کی جارہی امریکی بمباری سے متاثرہ لوگوں کے ساتھ اپنی مکمل ہمدردی کا اظہار کیا۔

اسی طرح اپنے لندن میں رہ رہے خلیفہ (مذہبی لیڈر) حضرت مرزا طاہر احمد کے ارشادات کو مدنظر رکھتے ہوئے جماعت احمدیہ کے افراد نے امریکہ کے شہروں پر کیے گئے انتہاپسندانہ حملہ سے ایک واضح ڈر کا اظہار کیا۔ جلسہ کے مقررین نے کھلے کھلے طور پر بنیاد پرستی اور ہرقسم کی دہشت گردی کی مذمت کی انہوں نے کہا ”آج ساری دنیا کے مسلمان اپنے پڑوسی ممالک کی نظر میں کچھ بنیاد پرست علماء یا ملاؤں کے سیاسی مقاصد کی وجہ سے مشکوک بن گئے ہیں۔ جلسہ میں بار بار اس بات پر زور دیا گیا کہ ”اسلام میں دہشت گردی کے لئے کوئی جگہ نہیں اور جھگڑوں کو سلجھانے کا بہترین طریقہ دوستانہ بات چیت ہے۔“

(انگریزی روزنامہ ”ایشین ایج“ 11/11)

ضلع سہارنپور کے گاؤں گوکل پورہ کے ایک دینی مدرسہ میں بم دھماکہ

سہارنپور 17 فروری (گوتم) تھانہ دیہات کوتوالی کے تحت گرام گوکل پورہ کے ایک مدرسہ میں آج بم دھماکہ ہوا۔ جس سے ایک طالب علم سمیت دو افراد زخمی ہو گئے۔ جنہیں ڈسٹرکٹ ہسپتال میں داخل کرایا گیا۔ احتیاطی اقدامات کے طور پر مدرسہ کے آس پاس پولیس تعینات کردی گئی ہے۔ مدرسہ کے مفتی عبدالغفار نے اس نامہ نگار کو بتایا کہ آج صبح لگ بھگ 6 بجے مدرسہ کے احاطہ میں ایک زوردار دھماکہ ہوا اور اس کے تقریباً 20 منٹ بعد ہی مزید ایک دھماکہ مدرسے کے گیٹ کے باہر ہوا۔ اس کے بعد اس مدرسہ اور آس پاس کے علاقوں میں کھلبلی مچ گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہاں بھاری بھیڑ جمع ہوگئی اور دونوں دھماکوں میں زخمی ہونے والے مدرسہ کے خانساماں عبدالرشید طالب علم سلیمان کو فوری طور پر ہسپتال پہنچایا گیا۔ اگرچہ ڈاکٹروں نے سلیمان کو ابتدائی طبی امداد دے کر ہسپتال سے چھٹی دے دی لیکن دوسرے کا ابھی علاج ہو رہا ہے۔ اس واردات کی اطلاع ملتے ہی سینئر پولیس افسران مدرسہ میں پہنچ گئے اور ان کی ہدایات پر بموں کے پھٹے ہوئے ٹکڑے اکٹھے کیے گئے جنہیں معائنہ کرانے کیلئے بھیج دیا گیا۔ اور مدرسہ میں پولیس تعینات کردی ہے جوکہ وہاں کی صورت حال پر نگاہ رکھے ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ بم دھماکہ کی یہ ایک ہفتہ میں دوسری واردات ہے جبکہ اس سے پیشتر تھانہ جنک پوری کے تحت علاقہ میں واقع ایک مسجد میں بھی بم دھماکہ ہوا تھا جس میں دو غازی زخمی ہو گئے تھے۔ لیکن پولیس ابھی تک ملزمان کا کوئی سراغ نہیں لگا سکی ہے۔

(ہند سماچار جالندھر 18 فروری 2002)

کراچی میں جہادیوں نے 7 شیعوں کو قتل کر دیا

یو این آئی کی خبر کے مطابق کچھ دنوں تک غیر سرگرم رہنے کے بعد پاکستان میں جہادی اور بنیاد پرست عناصر پھر اپنے پرانے دھندوں میں لگ گئے ہیں اور گزشتہ چند دنوں میں کراچی میں 7 شیعوں کو قتل کر دیا گیا۔ بی بی سی اردو کے ایک نشریے میں بتایا گیا ہے کہ کل کراچی میں پولیس نے چار راکٹ ضبط کیے ہیں۔ نہ معلوم یہ راکٹ کن کے خلاف داغے جانے تھے۔ صوبہ پنجاب میں پولیس نے ممنوعہ لشکر جھنگوی کے سات کارکنوں کو گرفتار کیا ہے۔ یہ لوگ عید قربان کے موقع پر بڑے پیمانے پر ہنگامے کی سازش کررہے تھے۔

سہارنپور کی اسلامی درس گاہ مظاہر العلوم کا مدرس مفتی اسرار پاکستان کا جاسوس نکلا

سہارنپور 17 فروری (گوتم) اسلامی درسگاہ مظاہر العلوم کے مدرس مفتی اسرار کو دہشت گردی کی کاروائیوں میں ملوث ہونے پر گرفتار کیا گیا ہے۔ اسی کے قبضے سے چینی ساخت کا پستول اور 14 کارآمد کارتوس بھی برآمد ہوئے ہیں۔ یہ اسلحہ پاکستان کی دہشت گرد تنظیم حرکت الجہاد اسلامی کے کمانڈر کفایت اللہ نے بھیجا تھا۔ مفتی اسرار نے تسلیم کیا کہ کولکتہ کے امریکن سینٹر پر 22 جنوری کو ہوئے دہشت گردانہ حملے کے سلسلے میں دہلی میں گرفتار شدہ دلشاد سے بھی اس کے تعلقات رہے ہیں۔ دلشاد 22 جنوری کی واردات سے پہلے دو ماہ تک اسی کے پاس مقیم تھا۔ مفتی اسرار احمد کی گرفتاری دہلی میں گرفتار دہشت گرد دلشاد کی نشاندہی پر ہوئی ہے۔ دوران تفتیش دلشاد نے کئی انکشاف کئے تو دہلی پولیس کی ایک خصوصی ٹیم نے چھاپہ مار کر مفتی اسرار کو قابو کر کے اسلحہ برآمد کرلیا، اس سے پہلے دہلی پولیس نے مقامی پولیس سے تعاون مانگا تو ایس ایس پی شری الوک شرما نے تھانہ قطب شیر کے انچارج سنیل تیاگی کو مدد دینے کیلئے کہا۔

تب شری تیاگی نے ایک تجویز کو عملی جامہ پہناتے ہوئے مفتی اسرار کو اس وقت دبوچ لیا جب وہ اپنے کھیتوں میں کام کررہا تھا اور اس کے گھر کی تلاشی لینے پر ایک الماری سے پستول اور کارتوس برآمد کر لئے۔ بعدازاں گرفتاری اسے تھانہ قطب تھانہ لایا گیا جہاں نامہ نگاروں کے روبرو اس نے دہشت گردوں سے اپنے تعلقات ہونے کا اقبال کیا اور کہا کہ وہ پاکستان کیلئے جاسوسی بھی کرتا تھا۔ مفتی اسرار نے دہشت گردوں کی تنظیم میں شامل ہونے کی پوری داستان بیان کی اور کہا کہ میں اور قصبہ سرساوا کے کفایت اللہ عرف مہتاب ہم دونوں مظاہر العلوم میں اب سے 10 سال پہلے زیر تعلیم تھے۔ بعدازاں میں تو اسی درس گاہ کا مدرس بن گیا اور کفایت اللہ جعلی پاسپورٹ سے پاکستان چلا گیا جہاں وہ دہشت گرد تنظیم حرکت الجہاد اسلامی کا کمانڈر بن گیا۔ میرے تار بھی اسی دہشت گرد تنظیم سے وابستہ تھے۔

آئی ایس آئی پاکستانی خفیہ ایجنسی نے اسے بھارت میں تخریب کاری اور جاسوسی کیلئے دو کروڑ روپے دیئے تھے بوقت ضرورت کفایت اللہ میری مالی امداد بھی کیا کرتا تھا۔ پاکستان سے آنے والے دہشت گردوں کی مدد کیلئے بھی مجھے روپیہ ملتا تھا۔ دہشت گردی کی تربیت حاصل کرنے کیلئے یہاں سے مسلم نوجوانوں کو پاکستان بھجوانے کی ذمہ داری بھی سونپی گئی تھی۔ جسے برسوں سے بخوبی نبھایا جارہا تھا۔ مفتی اسرار نے مزید بتایا کہ وہ کئی بار فرضی پاسپورٹ پر پاکستان جا چکا ہے۔ امریکن سینٹر کولکتہ پر حملہ کرنے والے ایک دہشت گرد دلشاد سے گہرے تعلقات تھے وہ یہیں سہارنپور میں اسی کے پاس ٹھہرا کرتا تھا۔ ایس ایچ او سنیل تیاگی نے نامہ نگاروں کو بتایا کہ مظاہر العلوم درس گاہ کے مدرس مفتی اسرار کی گرفتاری بہت بڑی کامیابی ہے۔ اس سے کئی اسرار حل ہونگے اور تاریک گوشے روشن ہونگے۔ تاہم دوران تفتیش کئی سوراغ ملے ہیں جو دہشت گردوں کی گرفتاری کے سلسلہ میں مددگار ثابت ہونگے۔ گرفتار مدرس مفتی اسرار کا قصبہ سرساوا میں بہت بڑا زراعتی فارم ہے۔ اکثر اس کی اپنے فارم میں آمد ورفت رہتی تھی۔

سہارنپور سے نامہ نگار بشیر شاد کی اطلاع مظہر ہے کہ دہلی کرائم برانچ پولیس نے یکم فروری کو حضرت نظام الدین ریلوے سٹیشن سے ایک پاکستانی دہشت گرد نواب کو گرفتار کیا تھا۔ اس نے تفتیش کے دوران انکشاف کیا کہ اس کا پستول مفتی اسرار ساکن علی پور تھانہ سرساوا ضلع سہارنپور کی تحویل میں ہے۔ چنانچہ پولیس نے 15 فروری کو مفتی اسرار کے آبائی گاؤں میں گرفتار کرلیا ہے۔ بعدازاں پولیس مدرسہ مظاہر العلوم کے ناظم اعلیٰ مولانا سلمان کے گھر گئی اور کہا کہ مدرسے چلیں جہاں مفتی اسرار کے ڈیسک سے سبھی کی موجودگی میں پستول برآمد کرلیا گیا۔ دہلی پولیس مفتی کا ریمانڈ لینے کیلئے دہلی لے جارہی ہے۔

(ہند سماچار 18 فروری 2002)

قابل مذمت حرکت

بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہندوستان کا اکثریتی فرقہ جو کل تک خود کو سینم برتنے والا اور اہنسا کا پجاری کہتا تھا آج خود شدت پسندی کی طرف مائل ہے۔ ایک عرصہ سے عیسائیوں کو ستانے مارنے اور نقصان پہنچانے کا سلسلہ جاری ہے۔ ایک حالیہ خبر کے مطابق 70 افراد پر مشتمل ایک مسلح گروہ نے جنہوں نے سر پر بھگوا پٹیاں باندھ رکھی تھیں 17 فروری کو میسور سے نزدیک ہنگل گاؤں میں ہولی فیملی گرجا گھر پر حملہ کیا اور عبادت کے بعد گرجا سے نکلنے والے کچھ لوگوں کو مارا پیٹا۔ پولیس نے کہا کہ اس گروہ کے لوگ گرجا گھر کے اندر گھس گئے اور فرنیچر توڑ پھوڑ ڈالا۔ ریکارڈ تہہ وبالا کر دیا اور عیسائی مخالف نعرے لگائے۔ اس گروہ کے ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں۔ اس نے تقریباً 200 عیسائیوں پر جن میں عورتیں اور بچے شامل تھے مارنے پیٹنے کی کوشش کی۔ یہ عیسائی اتوار کو گرجا گھر میں عبادت کیلئے آئے تھے۔ گرجا گھر کی کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹ گئے۔ کیونکہ گرجا گھر پر بھی پتھراؤ کیا۔ اس گروہ کے لوگوں کا کہنا تھا کہ عیسائی پادری تبدیل مذہب کرارہے ہیں۔ اور انہیں خبردار کیا کہ وہ ایسے کاموں سے باز آجائیں۔

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Tel Fax :(0091)01872-20757
Tel Fax:(0091) 01872-21702

Vol : 51 Wednesday 27th Feb 2002 Issue No. 9

رامنا گوڑم -ضلع ورنگل (آندھرا) میں

جماعت احمدیہ کی مسجد "بدر" کا افتتاح

۲۷ جنوری ۲۰۰۲ کو ٹھیک ۱.۳۰ بجے دوپہر مکرم مولانا محمد کریم الدین شاہد صاحب ایڈیشنل ناظم وقف جدید بیرون قادیان نے رامنا گوڑم۔ضلع ورنگل میں بنی نئی مسجد کا نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے ساتھ افتتاح فرمایا۔مسجد کے افتتاح کی خبر تصویر کے ساتھ آندھرا کے مشہور تیلگو اخبار "اینا ڈو" میں شائع ہوئی۔

۴۸۴ گز زمین مقامی احباب نے صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام وقف کرنے کی سعادت پائی۔مسجد مین شاہراہ کے کنارے پر بنی ہے۔لمبے لمبے میناروں نے مسجد کی رونق کو بہت بڑھا دیا ہے۔گاڑیوں میں آنے جانے والے مسافروں کو یہ مسجد اپنی طرف کھینچتی ہے۔

مسجد کی افتتاح کے بعد ایک تربیتی اجلاس کا انعقاد عمل میں آیا۔اجلاس کی صدارت مکرم سیٹھ محمد بشیر الدین صاحب صوبائی امیر ونگران اعلی آندھرا نے کی۔مہمان خصوصی کے طور پر مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ایڈیشنل ناظم وقف جدید بیرون قادیان اور مکرم محمد عظمت اللہ صاحب غوری صوبائی قائد مجلس خدام الاحمدیہ آندھرا اسٹیج پر تشریف فرما ہوئے۔محترمہ محمودہ رشید صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ آندھرا پردیش مستورات کے جلسہ گاہ میں موجود تھیں۔مردانہ سٹیج میں گاؤں کے مکھیہ ایم.یتیم صاحب بھی موجود تھے

تلاوت ونظم کے بعد مکرم مولوی ایچ.ناصر الدین صاحب مبلغ سلسلہ نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنحضرت ﷺ سے عشق" کے عنوان پر تقریر کی "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد از روئے کتب ادیان عالم" اس موضوع پر خاکسار نے تیلگو زبان میں تقریر کی۔اس کے بعد مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نے تبلیغی وتربیتی امور پر مفصل خطاب فرمایا جس میں مساجد کے آداب،نماز کی اہمیت اور حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت پر کئے گئے اعتراضات کے جوابات وغیرہ قابل ذکر ہیں۔اس کے بعد گاؤں کے مکھیہ نے بھی تقریر کی اور جماعت کی خدمات کی تعریف کی۔صدر اجلاس نے دعا کروا کر اجلاس کی برخاستگی کا اعلان کیا۔

اس اجلاس میں شرکت کے لئے ۲ ضلعوں کی ۳۵ جماعتوں سے ۷۳۵ احباب و مستورات تشریف لائے۔

تمام مہمانوں کے طعام کا بہتر انتظام کیا گیا تھا۔نیز حیدرآباد وسکندرآباد سے بھی لجنہ وخدام نے اس میں شمولیت اختیار کی۔

(سید رسول نیاز نائب نگران اعلی آندھرا)

اعلی پولیس افسران ضلع شولاپور کی خدمت میں اسلامی لٹریچر کا تحفہ

مورخہ ۰۱-۱۲-۱۳ کو بھگونت.ڈی.مورے صاحب آئی.پی.ایس.کمشنر پولیس شولاپور سے ان کے آفس میں ملاقات کی اور ان کی خدمت میں لٹریچر پیش کیا۔اسی روز شام جناب ایف.بی.پاٹل صاحب سینئر انسپکٹر وانچارج پولیس اسٹیشن بیجاپور سے ملاقات کی۔مورخہ ۰۱-۱۲-۱۶ کو نانڈیڑ زون کے سینئر آئی.پی.ایس جناب رام راؤ گھاڈگے صاحب انسپکٹر جنرل سے اور اسی روز جناب این بی.ناتوں گاؤنکر صاحب آئی.پی.ایس ضلع پولیس کپتان سے ملاقات کی اور ہر دو کی خدمت میں اسلامی لٹریچر کا تحفہ دیا۔مورخہ ۰۱-۱۲-۲۹ کو ضلع پربھنی میں جناب بٹھل راؤ جادھو صاحب آئی.پی.ایس ضلع پولیس کپتان سے اور سینئر پولیس انسپکٹر وانچارج کرائم برانچ شری گنگا دھر شکارے صاحب سے ملاقات کی۔مورخہ ۲۰۰۲-۱-۲ کو سینئر آئی.پی.ایس جناب مہیش نارائن سنگھ کمشنر پولیس ممبئی سے اور مورخہ ۲۰۰۲-۱-۶ کو جناب گجانن آر صاحب سینئر انسپکٹر وانچارج پولیس اسٹیشن سے ملاقات کی۔مذکورہ بالا افراد سے تبلیغی گفتگو ہوئی اور ان کی خدمت میں جماعت احمدیہ کے لٹریچر پیش کئے گئے۔(عقیل احمد سہارنپوری سرکل انچارج شولاپور)

سہارنپور (یوپی) میں تبلیغی مساعی

مورخہ ۲۳ رمضان المبارک کی شام دوستوں کو افطاری اور عشائیہ کی دعوت دی گئی۔نمازوں اور کھانے سے فارغ ہو کر تبلیغی موضوع پر گفتگو ہوئی جو دیر رات تک چلتی رہی۔اللہ تعالی کے فضل کے ساتھ سبھی حضرات بہت متاثر ہوئے۔ایم.ٹی.اے دیکھنے کے ساتھ ساتھ نئے سال کا کیلنڈر لے کر رخصت ہوئے۔

عید الفطر کے روز اور اس کے بعد بھی کچھ مسلمان دوستوں کے ساتھ ساتھ کچھ ہندو اور سکھ بھائیوں کو دعوت الی اللہ کے پروگرام کے مطابق عید کی دعوت پر بلایا۔کافی دوست جمع ہوئے اور انسے بھی تبلیغی گفتگو ہوئی۔ایم.ٹی.اے دکھایا گیا جو کہ اب ڈیجیٹل سروس کے ساتھ دیکھا گیا۔اور لٹریچر کے ساتھ ساتھ نئے سال کے کیلنڈر بھی تحفے میں دیئے گئے۔سبھی سے رابطہ قائم رکھا ہوا ہے۔اللہ تعالی حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔(خان محمد ذاکر خان بمیالوی سہارنپوری)

کانپور کے مضافات میں پیغام حق

خدا تعالی کے فضل وکرم سے کانپور کے دیہات میں پیغام حق پہنچانے کی توفیق عطا ہوئی۔احباب بکثرت جماعت احمدہ میں شامل ہو رہے ہیں۔اس سلسلہ میں صدر جماعت کانپور اور خدام الاحمدیہ کانپور کی طرف سے بہت تعاون ملتا ہے۔ہر ماہ تبلیغی دورہ کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں بعض نو مبائعین بھی بہت تعاون کرتے ہیں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالی نو مبائعین کو استقامت عطا کرے اور ہر شر سے ہم سبھی کو محفوظ رکھے آمین۔(شمشاد علی معلم)

چنئی (تامل ناڈ) میں منعقدہ بک فئر میں

جماعت احمدیہ چنئی کے بک اسٹال کا انعقاد

چنئی بک سیلرز اینڈ پبلشرز ایسوسی ایشن کا ۲۵واں نمائش کتب قائد ملت آرٹس کالج کے احاطہ میں منعقد ہوا۔یہ ۵ جنوری سے ۱۹ جنوری تک رہا۔اس کے ۲۴۲ سٹالوں میں ۱۸۵ کتب فروشوں،اخبار والوں اور دینی اداروں نے اپنے اسٹال لگائے۔تمام ایام بک فئر بہت ہی پر رونق اور چہل پہل سے بھرا رہا۔پارکنگ میں کھڑی گاڑیوں اور موٹر سائکلوں کے مشاہدہ سے اس کی عظمت کا پتہ لگتا تھا۔رجسٹریشن کے مطابق ایک لاکھ دو ہزار سے زائد عوام نے اس کا معائنہ کیا۔بڑی بڑی شخصیتیں بھی اس کی زیارت کے لئے آئیں۔اخبارات میں کثرت سے اس کے متعلق خبریں اور مضامین شائع ہوئے۔

خدا تعالی کے فضل سے جماعت احمدیہ چنئی کو بھی اس میں بک سٹال لگانے کی توفیق ملی۔سٹال میں قرآن کریم کے تراجم اردو انگریزی،ہندی،تیلگو اور بہت ساری زبانوں میں کتابیں رکھی گئی تھیں۔عوام میں تقسیم کرنے کے لئے "اسلام-امن کا مذہب" اور "آپ کے لئے پیغام" نام سے اشتہار کثیر تعداد میں شائع کیا گیا تھا۔نیز ایسی کتابوں کو خاص طور سے دکھایا گیا جس میں جماعت احمدیہ کے جہاد کے بارہ میں نظریات کی ترجمانی کی گئی ہے،تا عوام جماعت احمدیہ کے نظریۂ جہاد سے واقف ہوں۔مختلف مذاہب اور ادارے سے تعلق رکھنے والے ہزاروں کی تعداد میں لوگ ہمارے سٹال میں آئے،کتابیں خریدیں،اسلام اور احمدیت کے بارہ میں معلومات حاصل کیں۔الحمد للہ کہ سال کے شروع میں ہی جماعت احمدیہ چنئی کو تبلیغ کا ایک اچھا موقع ہاتھ آیا۔اللہ تعالی ہماری حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔آمین۔ (ایم.خلیل احمد سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ چنئی)

صوبائی قائد آندھرا پردیش کا

ضلع ورنگل (آندھرا) کا دو روزہ تربیتی دورہ

مکرم محمد عظمت اللہ صاحب غوری صوبائی قائد آندھرا پردیش نے ۲۶ اور ۲۷ جنوری ۲۰۰۲ کو سرکل ضلع ورنگل کا ۲ روزہ تربیتی دورہ کیا۔آپ کے ہمراہ مکرم محمد سلیم صاحب سابق صوبائی قائد آندھرا اور مکرم محمد خالد احمد صاحب الہ دین قائد مجلس خدام الاحمدیہ سکندرآباد اور مکرم محمد اظہر صاحب شامل رہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کو فعال بنانے اور نو مبائعین کی مجالس کو منظم کرنے اور ان کی رہنمائی کے لئے یہ دورہ بہت مفید ثابت ہوا۔ان دو دنوں میں جماعت احمدیہ نیدمالا،پالاکرتی،کنڈور،کاٹراپلی،رامنا گوڑم کا موصوف نے جائزہ لیا۔تمام جماعتوں کی مجلس عاملہ بلائی اور انہیں ضروری ہدایات سے نوازا۔اس موقع پر زونل قائدین کا انتخاب بھی عمل میں آیا۔

مورخہ ۲۷ جنوری ۲۰۰۲ء کو احمدیہ مسجد رامنا گوڑم کا افتتاح عمل میں آیا اور اس کے بعد تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ہر دو پروگراموں میں مکرم محمد عظمت اللہ صاحب غوری بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے۔دعا ہے کہ اللہ تعالی اس دورہ کے خوش کن نتائج ظاہر فرمائے۔آمین۔ (سید رسول نیاز۔نائب نگران اعلی آندھرا)

'ندیا' اور ضلع 'مرشد آباد' (مغربی بنگال) میں تبلیغی مساعی

مورخہ ۳ دسمبر ۲۰۰۱ء بروز ہفتہ بارہ افراد پر مشتمل ایک قافلے نے 'مرشد آباد' اور 'ندیا' کا تبلیغی وتربیتی دورہ کیا۔گاؤں میں،پولیس تھانہ میں،دوکانوں میں لٹریچر تقسیم کئے گئے اور احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔علاوہ ازیں اہل حدیث کے مرکز باتھان پاڑا،ڈانگا پاڑا،تھانار پاڑا،لوتی ڈانگا،گنگا دھاری گھاٹ،نذیر پور،بری بز پاڑا،گرائی پور،چوآن وغیرہ میں لٹریچر تقسیم کئے گئے اور زبانی تبلیغ کی گئی۔

اسی طرح ان علاقوں سے کافی تعداد میں افراد کو مرکز مرشد آباد بلایا گیا اور ۱۲ تا ۱۷ جنوری انہیں تبلیغی ٹریننگ دے کر واپس ان کے علاقوں میں تبلیغ کے لئے بھیجا گیا۔اللہ تعالی کے فضل سے بیعت کی خوش کن رپورٹیں مل رہی ہیں۔چھ بنی بنائی مساجد بھی جماعت احمدیہ کو ملیں جن میں معلمین کو متعین کر دیا گیا ہے۔(فاروق احمد مبلغ سلسلہ)